بیس رکعت تراویح

افادات

متکلم اسلام

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیس رکعات تراویح

افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنۃ والجماعۃ:

تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے۔

(رد المحتار لابن عابدین: ج2 ص496، 597، بدایۃ المجتہد لابن رشد: ج1 ص214)

مذہب غیر مقلدین:

تراویح کی تعداد آٹھ رکعت ہے۔

(تعداد رکعات قیام رمضان از زبیر علی زئی، آٹھ رکعت نماز تراویح از غلام مصطفیٰ ظہیر)

دلائل اہل السنۃ والجماعۃ

احادیث مرفوعہ

دلیل نمبر 1:

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ أَبُوْ بَكْرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ الْكُوْفِيُّ (ت235ھ):

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج5 ص225 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ. المعجم الکبیر للطبرانی ج5 ص433 رقم 11934، المنتخب من مسند عبد بن حمید ص218 رقم 653، السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

تحقیق السند:

اِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَ قَدْ تَلَقَّتْهُ الْاُمَّةُ بِالْقُبُوْلِ فَهُوَ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: اس کی سند حسن ہے، امت نے اس پر تلقی بالقبول کے طور پر عمل کیا ہے، اس وجہ سے یہ صحیح شمار ہوگی۔

اعتراض:

اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ ہے جو عند المحدثین ضعیف ہے۔

جواب نمبر 1:

ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ پر بعض ائمہ نے جرح کی ہے لیکن کئی محدثین نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔

(1): امام شعبہ بن الحجاج (ت 160ھ) نے ابو شیبہ سے روایت لی ہے۔

(تہذیب الکمال للمزی: ج1 ص268، تہذیب التہذیب لابن حجر: ج1 ص136)

اور غیر مقلدین کے ہاں اصول ہے کہ امام شعبہ اس راوی سے روایت لیتے ہیں جو ثقہ ہو اور اس کی احادیث صحیح ہوں۔

چنانچہ محمد بن علی بن محمد الشوکانی (ت 1255ھ) ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

قَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَهُوَ لَا يَحْمِلُ عَنْ مَشَايِخِهِ إِلَّا صَحِيحَ حَدِيثِهِمْ۔

(نیل الاوطار للشوکانی: ج1 ص36، باب ماجاء فی فضل طہور المرأۃ)

ترجمہ: اس حدیث کو امام شعبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور امام شعبہ رحمہ اللہ اپنے مشائخ سے صرف صحیح احادیث ہی لیتے ہیں۔

(2): امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ الاساتذہ حضرت یزید بن ہارون رحمہ اللہ؛ ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ کے زمانۂ قضاۃ میں ان کے کاتب تھے اور ان کے بڑے مداح تھے، فرماتے ہیں:

"مَا قَضَى عَلَى النَّاسِ يَعْنِي فِي زَمَانِهِ أَعْدَلَ فِي قَضَاءٍ مِنْهُ". (تہذیب الکمال للمزی: ج1 ص270)

ترجمہ: ابراہیم بن عثمان کے زمانۂ قضاء میں ان سے بڑھ کر کوئی قاضی نہیں ہوا۔

(3): امام ابن عدی فرماتے ہیں: لَهُ أَحَادِيثُ صَالِحَةٌ (تہذیب الکمال ج1 ص270)

ترجمہ: ابو شیبہ کی احادیث صالح (درست) ہیں۔

مزید فرماتے ہیں: وَهُوَ وَإِنْ نَسَبُوهُ إِلَى الضُّعْفِ خَيْرٌ مِنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي حَيَّةَ.

(تہذیب الکمال للمزی: ج1 ص270)

ترجمہ: لوگوں نے ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ کی طرف ضعیف ہونے کی نسبت کی ہے لیکن یہ ابراہیم بن ابی حیہ سے بہتر ہے۔

اور ابراہیم بن ابی حیہ کے بارے میں امام یحیٰ بن معین فرماتے ہیں:

شَيْخٌ، ثِقَةٌ كَبِيرٌ. (لسان المیزان ج1 ص53، رقم الترجمۃ 127)

ترجمہ: یہ (ابراہیم بن ابی حیہ) شیخ ہیں اور بڑے ثقہ ہیں۔

لہذا جب ابراہیم بن ابی حیہ ثقہ ہے تو ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ بدرجہ اولیٰ ثقہ ہونا چاہیے۔

جواب نمبر 2:

اس روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور قاعدہ ہے کہ اگر کسی روایت کو تلقی امت بالقبول حاصل ہو جائے تو وہ روایت اگرچہ ضعیف بھی ہو تب بھی صحت کا درجہ پا لیتی ہے۔

(1): علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی (ت 911ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُهُمْ يُحْكَمُ لِلْحَدِيثِ بِالصِّحَّةِ إِذَا تَلَقَّاهُ النَّاسُ بِالْقُبُولِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ.

(تدریب الراوی: ص29)

ترجمہ: بعض محدثین کا موقف ہے کہ حدیث پر صحیح ہونے کا حکم اس وقت (بھی) لگایا جائے گا جب امت اس حدیث کو قبول کر لے، اگرچہ اس کی سند صحیح نہ ہو۔

(2): امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری (ت 1352ھ) فرماتے ہیں:

وَذَهَبَ بَعْضُهُمْ إِلَى أَنَّ الْحَدِيْثَ إِذَا تَأَيَّدَ بِالْعَمَلِ ارْتَقَى مِنْ حَالِ الضُّعْفِ إِلَى مَرْتَبَةِ الْقُبُوْلِ. قُلْتُ: وَهُوَ الْأَوْجَهُ عِنْدِيْ.

(فیض الباری شرح البخاری: ج3، ص:409 کتاب الوصایا، باب الوصیۃ لوارث)

ترجمہ: بعض محدثین کی رائے یہ ہے کہ کسی حدیث کی تائید جب (امت کے) تعامل کے ساتھ ہو تو وہ درجہ ضعف سے درجہ قبولیت پا لیتی ہے۔ میں (علامہ کشمیری) کہتا ہوں کہ یہی رائے میرے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے۔

(3): غیر مقلد عالم ثناء اللہ امر تسری نے بھی اعتراف کیا:

"بعض ضعف ایسے ہیں جو امت کی تلقی بالقبول سے رفع ہو گئے ہیں"

(اخبارِ اہل حدیث مورخہ 19 اپریل 1907)

لہٰذا تلقی بالقبول ہونے کی وجہ سے یہ روایت بھی صحیح و حجت ہے۔

جواب نمبر 3:

اس حدیث کو ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ سے روایت کرنے والے چار محدث ہیں:

1: یزید بن ہارون: (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص224)

2: علی بن جعد: (المعجم الکبیر للطبرانی: ج5 ص433 رقم 11934)

3: ابو نعیم فضل بن دکین: (المنتخب من مسند عبد بن حمید: ص218 رقم 653)

4: منصور بن ابی مزاحم: (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496)

اور یہ چاروں حضرات ثقہ ہیں:

1: یزید بن ہارون: ثِقَةٌ، مُتْقِنٌ۔ (تقریب التہذیب لابن حجر: ص637)

2: علی بن جعد: ثِقَةٌ، صَدُوْقٌ۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج7 ص579)

3: ابو نعیم فضل بن دکین: ثِقَةٌ ثَبَتٌ۔ (تقریب التہذیب لابن حجر: ص475)

4: منصور بن ابی مزاحم: ثِقَةٌ۔ (تقریب التہذیب لابن حجر: ص576)

ان ثقہ و عظیم محدثین کا ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ سے بیس رکعت نقل کرنے میں متفق ہونا قوی تائید ہے کہ یہ حدیث ثابت و صحیح ہے ورنہ یہ ثقہ حضرات اس طرح متفق نہ ہوتے۔

دلیل نمبر 2:

قَالَ الْإِمَامُ الْمُؤَرِّخُ أَبُو الْقَاسِمِ حَمْزَةُ بْنُ يُوسُفَ السَّهْمِيُّ (ت427ھ):

حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْقَصْرِيُّ الشَّيْخُ الصَّالِحُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْعَبْدُ الصَّالِحُ قَالَ، أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدِ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَنَّازِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَتِيْكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ أَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً

وَاَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ.

(تاریخ جرجان للسہمی: ص317، فی نسخۃ142)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کی ایک رات تشریف لائے تو لوگوں کو چوبیس رکعات (چار رکعات فرض، بیس رکعات تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھائے۔

تحقیق السند:

اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ وَرُوَاتُہٗ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: اس کی سند حسن درجے کی ہے اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔

فائدہ نمبر1: تاریخ جرجان مطبوع میں غلطی سے راوی کا نام "اِبْرَاھِیْمُ بْنُ الْحَنَّازِ" چھپ گیا ہے جبکہ صحیح "اِبْرَاھِیْمُ بْنُ الْمُخْتَارِ" ہے۔ تاریخ جرجان مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن الہند کے محقق شیخ عبد الرحمن بن یحییٰ المعلمی نے بھی "اِبْرَاھِیْمُ بْنُ الْمُخْتَارِ" کی صحت کی طرف میلان ظاہر کیا ہے۔ (دیکھیے حاشیہ ص275) نیز ہم نے علامہ ابو طاہر السِلَفی (ت472ھ) کی کتاب "المشیخۃ البغدادیۃ" مخطوط کی طرف مراجعت کی، اس میں اس سند کا متابع موجود ہے۔ وہاں واضح طور پر "اِبْرَاھِیْمُ بْنُ الْمُخْتَارِ" موجود ہے۔ وللہ الحمد

فائدہ نمبر2: اس روایت میں چار فرض، بیس تراویح اور تین رکعات وتر کا ذکر ہے۔

اعتراض:

اس سند میں دو راوی؛ محمد بن حمید الرازی اور عمر بن ہارون البلخی ضعیف ہیں۔

جواب:

محمد بن حمید الرازی: (ت248ھ)

یہ حسن الحدیث درجہ کے راوی ہیں۔

آپ ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ (تہذیب التہذیب: ج5ص547)

اگرچہ بعض محدثین سے جرح منقول ہے لیکن بہت سے جلیل القدر ائمہ محدثین نے آپ کی تعدیل و توثیق اور مدح بھی فرمائی ہے مثلاً:

1: امام فضل بن دکین (ت218ھ): عَدَّلَہٗ. یعنی عادل قرار دیا۔ (تاریخ بغداد: ج2ص74)

2: امام یحییٰ بن معین (ت233ھ): ثِقَةٌ. لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ. رَازِيٌّ كَيِّسٌ. یعنی ثقہ ہے، اس کی روایت کردہ احادیث پر کوئی کلام نہیں، سمجھ دار ہے۔

(تاریخ بغداد للخطیب: ج2ص74، تہذیب الکمال للمزی: ج8ص652)

3: امام احمد بن حنبل (ت241ھ): وَثَّقَہٗ یعنی ثقہ قرار دیا۔ (طبقات الحفاظ للسیوطی ج1ص40)

مزید فرمایا: لَايَزَالُ بِالرَّيِّ عِلْمٌ مَادَامَ مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَيًّا.

کہ جب تک محمد بن حمید زندہ ہیں مقام ری میں علم باقی رہے گا۔(تہذیب الکمال للمزی:ج8ص652)

4:امام محمد بن یحیٰ الذہلی(ت258ھ):عَدَّلَہٗ.عادل قرار دیا۔(تاریخ بغداد:ج2ص73)

5:امام ابوزرعہ الرازی(ت263ھ):عَدَّلَہٗ.عادل قرار دیا۔(تاریخ بغداد:ج2ص73)

6:امام محمد بن اسحاق الصاغانی(ت271ھ):عَدَّلَہٗ.عادل قرار دیا۔(سیر اعلام النبلاء:ج8ص293)

7:امام جعفر بن ابی عثمان الطیالسی(ت282ھ):ثِقَةٌ.(تہذیب الکمال:ج8ص653)

8:امام ابونعیم عبد الملک بن محمد بن عدی الجرجانی(ت323ھ):لِاَنَّ ابْنَ حُمَيْدٍ مِنْ حُفَّاظِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ.یعنی محمد بن حمید کا شمار حافظ محدثین میں ہوتا ہے۔(تاریخ بغداد:ج2ص73)

9:امام الدارقطنی(ت385ھ): آپ نے محمد بن حمید الرازی سے مروی ایک روایت کی سند کے بارے میں لکھا:"اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ"یعنی اس روایت کی سند حسن درجہ کی ہے۔(سنن الدارقطنی:ص27رقم الحدیث27)

10:امام خلیل بن عبد اللہ بن احمد الخلیلی(ت446ھ):كَانَ حَافِظًا عَالِمًا بِهٰذَا الشَّانِ, رَضِيَهٗ اَحْمَدُ وَ يَحْيٰى.یعنی آپ حافظ اور اس میدان(حدیث)کے عالم تھے۔امام احمد اور امام یحیٰ بن معین آپ سے راضی تھے۔(تہذیب التہذیب:ج5ص550)

11:علامہ شمس الدین ذہبی(ت748ھ):اَلْعَلَّامَةُ, الْحَافِظُ الْكَبِيْرُ.یعنی آپ علامہ اور بہت بڑے حافظ تھے۔

(سیر اعلام النبلاء:ج8ص292)

مزید فرمایا:اَلْحَافِظُ وَ كَانَ مِنْ اَوْعِيَةِ الْعِلْمِ.یعنی آپ حافظ تھے اور علم کا خزانہ تھے۔

(العبر فی خبر من غبر:ج1ص223)

12:علامہ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی(ت807ھ):"وَفِيْ اِسْنَادِ بَزَّارٍ مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ وَهُوَ ثِقَةٌ.[بزار کی سند میں محمد بن حمید الرازی ہے اور وہ ثقہ ہے].

(مجمع الزوائد:ج9ص475)

13:حافظ ابن حجر(ت852ھ): حَافِظٌ ضَعِيفٌ وَ كَانَ ابْنُ مَعِيْنٍ حَسَنَ الرَّأْيِ فِيْهِ.یعنی آپ حافظ حدیث ضعیف تھے لیکن یحیٰ بن معین آپ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

(تقریب التہذیب:ص505)

واضح ہو کہ حافظ ابن حجر عسقلانی کا آپ کو "حافظ" کہنا، یحیٰ بن معین کی بات نقل کرنا اور ساتھ ساتھ "ضعیف" کہنا آپ کے "حسن الحدیث" ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

14:علامہ جلال الدین سیوطی(ت911ھ):وَثَّقَهٗ اَحْمَدُ وَ يَحْيٰى وَ غَيْرُ وَاحِدٍ.یعنی آپ کو امام احمد بن حنبل، امام یحیٰ بن معین اور بہت سے ائمہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔(طبقات الحفاظ للسیوطی:ص216رقم479)

15:امام احمد بن عبد اللہ الخزرجی(ت923ھ):

اَلْحَافِظُ, وَ كَانَ ابْنُ مَعِيْنٍ حَسَنَ الرَّأْيِ فِيْهِ.یعنی آپ حافظ تھے اور یحیٰ بن معین آپ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

(خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال للخزرجی:ص333)

☆ناصر الدین الالبانی غیر مقلد: محمد بن حمید سے مروی روایت کو "صحیح" قرار دیا ہے۔

(سنن ابن ماجۃ باحکام الالبانی: تحت حدیث 1301)

عمر بن ہارون البلخی: (ت 294ھ)

آپ ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج:4 ص315 تا317)

آپ کی تعدیل و توثیق ان ائمہ نے فرمائی ہے۔

1: امام قتیبہ بن سعید: قَدْ وَثَّقَهٗ قُتَيْبَةُ وَ غَيْرُهٗ کہ امام قتیبہ اور دیگر محدثین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

(مجمع الزوائد: ج1 ص142)

وَقَالَ اَيْضاً: عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ كَانَ صَاحِبَ حَدِيْثٍ کہ عمر بن ہارون محدث تھا۔

(سنن الترمذی: تحت حدیث 2762)

2: امام عبد الرحمٰن بن مہدی: مَا قُلْتُ فِيْهِ اِلَّا خَيْراً کہ میں اس کے بارے میں خیر ہی کی بات کہتا ہوں۔

(تاریخ بغداد: ج11 ص189)

اور "وَكَانَ ابْنُ مَهْدِيٍّ حَسَنَ الرَّاْيِ فِيْهِ" کہ امام عبد الرحمٰن بن مہدی اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج7 ص148 تا152)

3: امام بخاری: "حَسَنَ الرَّاْيِ فِيْهِ" کہ امام بخاری؛ عمر بن ہارون کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

(سنن الترمذی: تحت حدیث 2762)

4: امام ابو عاصم: عُمَرُ عِنْدَنَا اَحْسَنُ اَخْذاً لِلْحَدِيْثِ مِنَ ابْنِ الْمُبَارَكِ.

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج:1 ص248، 249)

ترجمہ: ہمارے ہاں عمر بن ہارون حدیث کی طلب کے معاملے میں ابن المبارک سے زیادہ بہتر مہارت کے حامل تھے۔

5: علامہ ذہبی: اَلْحَافِظُ الْاِمَامُ ،الْمُكْثِرُ، عَالِمُ خُرَاسَانَ ،مِنْ اَوْعِيَةِ الْعِلْمِ "[علم کا خزانہ تھے] اَلْمُحَدِّثُ ، وَارْتَحَلَ وَ صَنَّفَ وَ جَمَعَ [حصول علم کے اسفار کئے، کتب تصنیف کیں اور احادیث جمع کیں]

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج:1 ص:249، 248، سیر اعلام النبلاء ج:7 ص:148 تا152)

6: حافظ ابن حجر العسقلانی: كَانَ حَافِظاً مِّنْ كِبَارِ التَّاسِعَةِ. کہ آپ نویں طبقے کے حافظ ہیں۔

(تقریب التہذیب: ترجمۃ 4979)

7: امام ابن خزیمہ: اَخْرَجَ عَنْهُ فِيْ صَحِيْحِهٖ، اپنی صحیح میں ان سے تخریج کی ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث 493)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ محمد بن حمید الرازی اور عمر بن ہارون البلخی پر جہاں کچھ حضرات کی جرح ملتی ہے وہاں کئی ائمہ محدثین کی تعدیل و توثیق بھی ملتی ہے، اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جس راوی کی ثقاہت و ضعف میں اختلاف ہو تو اس کی روایت حسن درجہ کی ہوتی ہے۔

چنانچہ قواعد فی علوم الحدیث میں ہے:

اِذَا کَانَ رُوَاتُ اِسْنَادِ الْحَدِیْثِ ثِقَاتٌ وَفِیْهِمْ مَنِ اخْتُلِفَ فِیْهِ: اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ، اَوْ مُسْتَقِیْمٌ اَوْ لَا بَأْسَ بِهٖ.

(قواعد فی علوم الحدیث: ص75)

ترجمہ: جب کسی حدیث کے راوی ثقہ ہوں لیکن ایک راوی ایسا ہو جس کی تعدیل و توثیق میں اختلاف ہو تو اس حدیث کی سند حسن، مستقیم یا لَا بَأْسَ بِهٖ (مقبول) درجہ کی ہو گی۔

لہذا اصولی طور پر دونوں "حسن الحدیث" درجہ کے راوی ہیں، اس لیے روایت حسن درجہ کی ہے۔

دلیل نمبر: 3

رَوَى الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْحَافِظُ أَبُوْ طَاهِرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سِلَفَةَ السِّلَفِيُّ الْأَصْبَهَانِيُّ (ت472ھ):

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْأَجَلُ أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ الْعَدْلُ ,بِقِرَاءَتِيْ عَلَيْهِ مَعَ جُزْءٍ ضَخْمٍ مِنْ صِنْفَاتِ الْخَلَّالِ فِيْ شَهْرِ رَجَبَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِيْنَ وَأَرْبَعِمَائَةٍ مِنْ كِتَابِ الطَّهَارَةِ قَالَ: أنا الشَّيْخُ الْأَجَلُ أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْخَلَّالُ الْحَافِظُ:

حَدَّثَنَا أَبُوْ الْفَضْلِ عُبَيْدُ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ، نا مُحَمَّدُ بْنُ هَارُوْنَ نا ابْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، نا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَتِيْكٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً فِيْ رَمَضَانَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ أَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

وَ حَدَّثَنَا ابْنُ حَيْوَيْه، عَنِ ابْنِ الْمُجَلَّدِ، وَزَادَ: وَأَوْتَرَ بِثَلَاثٍ.

(مشیخۃ البغدادیۃ لابی طاہر السِلَفی: ص122، مخطوط)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی ایک شب تشریف لائے اور لوگوں کو چوبیس رکعات (چار رکعات فرض، بیس تراویح) پڑھائیں۔ اور امام ابن حیویہ نے امام ابن الْمُجَلَّد کے حوالہ سے تین رکعات وتر کا اضافہ نقل کیا ہے۔

تحقیق السند:

اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَ قَدْ تَلَقَّتْهُ الْأُمَّةُ بِالْقُبُوْلِ فَهُوَ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: اس کی سند حسن ہے، امت نے اس پر تلقی بالقبول کے طور پر عمل کیا ہے، اس وجہ سے یہ صحیح شمار ہو گی۔

فائدہ:

بعض الناس اس روایت کے راوی؛ محمد بن حمید الرازی پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ ضعیف راوی ہے۔ واضح رہے کہ محمد بن حمید الرازی حسن الحدیث درجہ کا راوی ہے۔ اس پر گفتگو پچھلی حدیث کے ذیل میں گزر چکی ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں!

احادیث موقوفہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعاتِ تراویح:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی تراویح کی رکعات کی تعداد بیان کرنے والے سات حضرات ہیں۔ یہ تمام حضرات بیس رکعات ہی روایت کرتے ہیں۔

1: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمْضَانَ فَقَالَ: اِنَّ النَّاسَ يَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ لَايُحْسِنُوْنَ اَنْ يَّقْرَأُوْا فَلَوْ قَرَأْتَ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ! فَقَالَ: يَااَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هٰذَا شَيْئٌ لَمْ يَكُنْ. فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ وَلٰكِنَّهٗ اَحْسَنُ. فَصَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری: ج2 ص424 باب فی قیام رمضان ومارُوی فی عدد رکعاتہ)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان شریف کی رات میں نماز تراویح پڑھاؤں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور (رات میں) قرأت (قرآن کی) اچھی نہیں کرتے۔ اگر آپ رات کو قرآن مجید کی تلاوت کریں تو اچھا ہے۔“ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”اے امیر المومنین! یہ تلاوت کا طریقہ پہلے نہیں تھا۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں جانتا ہوں لیکن یہ طریقہ تلاوت اچھا ہے۔“ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھائی۔

تحقیق السند:

اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ.

اس روایت کی سند صحیح اور راوی ثقہ ہیں۔

اعتراض:

یہ روایت "اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری" میں بغیر کسی سند کے احمد بن منیع کے حوالے سے مذکور ہے۔ سرفراز صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ ”بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی“

(تعداد رکعات قیام رمضان ص74 از علی زئی غیر مقلد)

ایک اور صاحب نے بازاری زبان استعمال کرتے ہوئے لکھا: ”بے سند روایات وہی پیش کرتے ہیں جنکی اپنی کوئی سند نہ ہو۔“

(آٹھ رکعت نماز تراویح ص8)

جواب:

اولاً... الاحادیث المختارہ للمقدسی میں یہ روایت سند کے ساتھ موجود ہے جو کہ پیشِ خدمت ہے:

أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَبْدِاللهِ مَحْمُوْدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الثَّقَفِيُّ بِأَصْبَهَانَ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ أَبِي الرَّجَاءِ الصَّيْرَفِيَّ أَخْبَرَهُمْ قِرَاءَةً عَلَيْهِ أَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنِ أَحْمَدَ الْبَقَّالِ أَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ أَنَا جَدِّيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَمِيْلٍ أَنَا

أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ أَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسىٰ نَا أَبُوْ جَعْفَرَ الرَّازِيُّ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عُمَرَ أَمَرَ أُبَيًّا أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ الحديث.

(الاحادیث المختارۃ للمقدسی ج3ص367رقم 1161)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ آپ لوگوں کو تراویح (بیس رکعت) پڑھائیں۔

ثانیا:... علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بیس رکعت پڑھانے کو ثابت مانتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ اَنَّ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ كَانَ يَقُوْمُ بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ فَرَأىٰ اَكْثَرُ مِنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّ ذٰلِكَ هُوَ السُّنَّةُ لِاَنَّهُ قَامَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَلَمْ يُنْكِرْهُ مُنْكِرٌ.

(فتاویٰ ابن تیمیہ ج23ص56 کتاب الصلاۃ)

ترجمہ: یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابی بن کعب لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔ اس لئے علماء کی اکثریت کی رائے میں بیس رکعت ہی سنت ہیں کیونکہ حضرت ابی بن کعب نے بیس رکعت مہاجرین اور انصار صحابہ کے سامنے پڑھی ہیں اور کسی نے بھی (بیس تراویح کے سنت ہونے کا) انکار نہیں کیا۔

2: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ:

(1): عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلىٰ عَهْدِ عُمَرَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَاِنْ كَانُوْا لَيَقْرَؤُوْنَ بِالْمِئِيْنِ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

(مسند ابن الجعد ص413 رقم الحدیث 2825، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2ص305 باب قیام رمضان رقم الحدیث 1365، السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ.)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین حضرات رحمہم اللہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان شریف کے مہینہ میں بیس رکعات نماز تراویح پڑھتے تھے اور قرآن مجید کی سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے۔

اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ عَلىٰ شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

اس روایت کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

(2): رَوٰى مَالِكٌ مِنْ طَرِيْقِ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(نیل الاوطار للشوکانی ج3ص57)

ترجمہ: امام مالک نے یزید بن خصیفہ کے طریق سے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ (عہد فاروقی میں) بیس رکعت تراویح تھیں۔

فائدہ: تراویح کے علاوہ ایک اور حدیث پاک میں یہی سند مذکور ہے جسے امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) نے صحیح البخاری میں نقل فرمایا ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ الخ

(صحیح البخاری: رقم الحدیث 2198)

(3): عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: كُنَّا نَنْصَرِفُ مِنَ الْقِيَامِ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ وَقَدْ دَنَا فُرُوْعُ الْفَجْرِ وَكَانَ الْقِيَامُ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ ثَلَاثَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(مصنف عبد الرزاق ج4 ص201، رقم الحدیث 7763)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قیام رمضان (یعنی تراویح) سے جب فارغ ہوتے تو اس وقت فجر کا وقت قریب ہو چکا ہوتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تین رکعت (وتر) اور بیس رکعت (تراویح) پڑھی جاتی تھی۔

(4): عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2 ص305 باب قیام رمضان رقم الحدیث 1365)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

تصحیح روایت سائب بن یزید:

1: علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی (ت676ھ) نے اس کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔

(مرقات المفاتیح: ج3 ص345)

2: علامہ ظہیر احسن شوق نیموی حنفی (ت1322ھ) نے فرمایا: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

(التعلیق الحسن علی آثار السنن: ص222)

3: حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ:

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ: كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(قیام اللیل للمروزی ص157)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی محمد بن کعب القرظی فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

شبہ:

یہ روایت مرسل ہے، کیونکہ محمد بن کعب القرظی کی حضرت عمر بن الخطاب سے ملاقات ثابت نہیں۔

جواب:

محمد بن کعب القرظی (ت120ھ) خیر القرون کے ثقہ محدث ہیں۔ (تقریب التہذیب ص534)
اور خیر القرون کا ارسال جمہور محدثین خصوصاً احناف ومالکیہ کے ہاں صحت حدیث کے منافی نہیں۔

4: حضرت یزید بن رومان:

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(موطا امام مالک: ص98)

ترجمہ: یزید بن رومان کہتے ہیں کہ لوگ (یعنی صحابہ وتابعین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تیئس رکعتیں پڑھتے تھے (بیس تراویح اور تین وتر)

تحقیق السند:

اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

اس حدیث کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

شبہ:

یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، اس لئے یہ سند منقطع ہے۔

(تعداد رکعات قیام رمضان ص 77 از زبیر علی زئی)

جواب نمبر 1:

یہ اثر موطا امام مالک (ص 98) میں موجود ہے اور موطا امام مالک کے متعلق محدثین کی رائے یہ ہے:

قَالَ الشَّافِعِيُّ : أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ مُوَطَّأُ مَالِكٍ، وَاتَّفَقَ أَهْلُ الْحَدِيْثِ عَلٰى أَنَّ جَمِيْعَ مَا فِيْهِ صَحِيْحٌ عَلٰى رَأْيِ مَالِكٍ وَّمَنْ وَافَقَهٗ، وَأَمَّا عَلٰى رَأْيِ غَيْرِهٖ فَلَيْسَ فِيْهِ مُرْسَلٌ وَلَا مُنْقَطِعٌ إِلَّا قَدِ اتَّصَلَ السَّنَدُ بِهٖ مِنْ طُرُقٍ أُخْرٰى، فَلَا جَرَمَ أَنَّهَا صَحِيْحَةٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ صُنِّفَ فِيْ زَمَانِ مَالِكٍ مُوَطَّاٰتٌ كَثِيْرَةٌ فِيْ تَخْرِيْجِ أَحَادِيْثِهٖ وَوَصْلِ مُنْقَطِعِهٖ، مِثْلُ كِتَابِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ وَابْنِ عُيَيْنَةَ وَالثَّوْرِيِّ وَمَعْمَرٍ.

(حجۃ اللہ البالغۃ: ص 281، باب طبقات کتب الحدیث، وفی نسخۃ: ج 1 ص 305 قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب موطا امام مالک ہے اور محدثین کا اتفاق ہے کہ اس میں جتنی روایتیں ہیں سب امام مالک اور ان کے موافقین کی رائے پر صحیح ہیں۔ (اس لئے کہ وہ لوگ مرسل کو بھی صحیح و مقبول مانتے ہیں) اور دوسروں کی رائے پر اس میں کوئی مرسل یا منقطع ایسا نہیں ہے کہ دوسرے طرق سے اس کی سند متصل نہ ہو، اور امام مالک کے زمانے میں موطا کی حدیثوں کی تخریج کے لیے اور اس کے منقطع کو متصل ثابت کرنے کے لیے بہت سے موطا تصنیف ہوئے جیسے ابن ابی ذئب، ابن عیینہ، ثوری اور معمر کی کتابیں۔

جواب نمبر 2:

یزید بن رومان (ت 130ھ) ثقہ راوی ہیں۔ (تقریب التہذیب ص 632) اور آپ خیر القرون کے ثقہ محدث ہیں۔

جمہور محدثین خصوصاً احناف و موالک کے ہاں خیر القرون کا ارسال و انقطاع مضر صحت نہیں۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"قَالَ ابْنُ الْحَنْبَلِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي "قَفْوِ الْأَثَرِ" وَالْمُخْتَارُ فِي التَّفْصِيْلِ قَبُوْلُ مُرْسَلِ الصَّحَابِيِّ إِجْمَاعاً وَ مُرْسَلِ أَهْلِ الْقَرْنِ الثَّانِيْ وَالثَّالِثِ عِنْدَنَا (أَيِ الْحَنَفِيَّةِ) وَعِنْدَ مَالِكٍ مُطْلَقاً"

(قواعد فی علوم الحدیث للعثمانی ص 138)

ترجمہ: امام ابن حنبلی رحمہ اللہ نے "قفو الاثر" میں تحریر فرمایا: تمام تر تفصیل سے مختار اور پسندیدہ بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ صحابی کی مرسل روایت بالاجماع قبول ہے، تابعی اور تبع تابعی کی مرسل روایت بھی احناف اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مطلقاً قبول ہے۔

جواب نمبر 3:

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

"وَقَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ : يُقْبَلُ إِنِ اعْتَضَدَ بِمَجِيئِهِ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ يُبَايِنُ الطَّرِيقَ الْأُولَى، مُسْنَداً أَوْ مُرْسَلًا لِيَرْجَحَ احْتِمَالُ كَوْنِ الْمَحْذُوفِ ثِقَةً فِي نَفْسِ الْأَمْرِ"

(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، ص:78، مکتبۃ البشریٰ)

ترجمہ: امام شافعی فرماتے ہیں کہ مرسل کی تائید جب کسی دوسرے طریق سے ہو جائے جو طریق اول کے مباین ہی کیوں نہ ہو تو وہ مقبول ہوتی ہے چاہے وہ دوسرا طریق مسند ہو یا مرسل تاکہ نفس الامر میں محذوف راوی کے ثقہ ہونے کے احتمال کو ترجیح دی جاسکے۔

اور یزید بن رومان کے اثر کو دیگر کئی مرسل روایات سے تائید حاصل ہے (جن کا بیان آگے آرہا ہے) لہذا یہ اثر بالاتفاق مقبول ہے۔

5: حضرت یحیٰ بن سعید رحمہ اللہ:

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: یحیی بن سعید کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے۔

شبہ:

یحی بن سعید نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا، لہذا یہ روایت منقطع ہے۔

(ملخصاً مقدار قیام رمضان ص76)

جواب:

امام یحیٰ بن سعید م 144ھ خیر القرون کے ثقہ و نیک محدث ہیں۔ (تقریب التہذیب لابن حجر: ص622)

اور پہلے وضاحت سے گزر چکا ہے کہ خیر القرون کا انقطاع و ارسال عند الجمہور خصوصاً عند الاحناف صحت حدیث کے منافی نہیں۔ پس اثر صحیح ہے۔

6: حضرت عبد العزیز بن رفیع رحمہ اللہ:

آپ رحمہ اللہ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت انس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں۔ آپ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

(تہذیب التہذیب لابن حجر: ج4 ص189، 190)

آپ فرماتے ہیں:

"حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَسَنٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، قَالَ: كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ"

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224، رقم الحدیث: 7766 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

تحقیق السند:

"اِسۡنَادُہٗ صَحِیۡحٌ وَرُوَاتُہٗ ثِقَاتٌ"

اس کی سند صحیح ہے اور تمام راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

فائدہ:

مشہور قول کے مطابق حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔

(تہذیب التہذیب: ج1 ص178)

گویا عبد العزیز بن رفیع نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی تراویح کو ذکر کیا ہے، اس لیے ہم ان کی روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کی تراویح کے بیان میں لائے ہیں۔

7: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ:

قَالَ الۡاِمَامُ الۡحَافِظُ الۡمُحَدِّثُ اَبُوۡدَاؤدَ سُلَیۡمَانُ بۡنُ الۡاَشۡعَثِ السِّجِسۡتَانِیُّ (ت275ھ):

حَدَّثَنَا شُجَاعُ بۡنُ مَخۡلَدٍنَا هُشَیۡمٌ اَنَا یُوۡنُسُ بۡنُ عُبَیۡدٍعَنِ الۡحَسَنِ اَنَّ عُمَرَ بۡنَ الۡخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰی اُبَیِّ بۡنِ کَعۡبٍ فِیۡ قِیَامِ رَمۡضَانَ ،فَکَانَ یُصَلِّیۡ بِهِمۡ عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً.

(سنن ابی داؤد ج1 ص203 باب القنوت فی الوتر، سیر اعلام النبلاء ج3 ص176،177 تحت ترجمۃ ابی بن کعب)

ترجمہ: حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں نماز تروایح پڑھنے کے لیے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر لوگوں کو جمع کیا تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کو بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔

اس روایت کے راوی ثقہ ہیں۔

شبہ:

"عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً" کے الفاظ دیوبندی تحریف ہے۔ محمود حسن دیوبندی (1268-1339) نے یہ تحریف کی ہے، "عِشۡرِیۡنَ لَیۡلَةً" بیس راتیں کی بجائے "عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً" بیس رکعتیں کر دیا۔

(آٹھ رکعت نماز تراویح ص9، از غلام مصطفی ظہیر امن پوری)

جواب نمبر 1::

جلیل القدر محدثین و محققین نے اس روایت کو "عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً" کے الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

1: علامہ ذہبی نے سنن ابی داؤد کے حوالے سے "عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً" نقل کیا۔

(سیر اعلام النبلاء ج3 ص176،177 تحت ترجمۃ ابی بن کعب)

2: علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ۔ (جامع المسانید والسنن ج1 ص55)

3: الشیخ محمد علی الصابونی۔ (الھدی النبوی الصحیح فی صلوۃ التراویح ص55)

4: شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی۔ "فَکَانَ یُصَلِّیۡ بِهِمۡ عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً" (سنن ابی داؤد بتحقیق شیخ الہند ج1 ص211)

5: نسخہ ابو داؤد مطبوعہ عرب۔(ص1429، بحوالہ تجلیات صفدر ج3ص316)

6: وفی نسخۃ "رکعۃ" (کذا فی نسخۃ مقروءۃ علی الشیخ مولانا محمد اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ)

(سنن ابی داؤد باب القنوت فی الوتر رقم الحدیث1449، مکتبہ البشریٰ)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ ”عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً“ والا نسخہ بھی صحیح و ثابت ہے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پڑھی جانے والی تراویح کے چھ راوی گزر چکے ہیں جو ”عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً“ نقل کرتے ہیں، یہ زبردست تائید ہے کہ ”عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً“ والا نسخہ سنن ابی داؤد بھی صحیح و ثابت ہے۔ والحمد للہ

جواب نمبر2:

رئیس المناظرین حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی (ت1421ھ) فرماتے ہیں:

”ابو داؤد کے دو نسخے ہیں، بعض نسخوں میں عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً اور بعض میں عِشْرِیْنَ لَیْلَۃً ہے۔ جس طرح قرآن پاک کی دو قرأتیں ہوں تو دونوں کو ماننا چاہیے، ہم دونوں نسخوں کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن حیلہ بہانے سے انکار حدیث کے عادی سلطان محمود جلا لپوری نے اس حدیث کا انکار کر دیا اور الٹا الزام علماء دیوبند پر لگا دیا۔“

(تجلیات صفدر ج3ص316)

جواب نمبر3:

”عشرین رکعۃ“ پر تو امت کا اتفاق ہے لیکن ”عشرین لیلۃ“ پر کسی کا عمل نہیں حتیٰ کہ غیر مقلدین کا بھی عمل نہیں۔ اگر ”عشرین لیلۃ“ کو مان لیا جائے تو یہ پوری امت کے عمل کے خلاف جاتا ہے جو تائید قوی ہے کہ ”عشرین رکعۃ“ والا نسخہ ہی راجح ہے۔

جواب نمبر4:

اس روایت کے علاوہ دیگر روایات میں ”عشرین رکعۃ“ ہی کے الفاظ ہیں۔ جو اس نسخہ کی ترجیح کی دلیل ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَھْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَاِنْ کَانُوْا لَیَقْرَؤُوْنَ بِالْمِئِیْنِ وَکَانُوْا یَتَوَکَّئُوْنَ عَلٰی عَصِیِّھِمْ فِیْ عَھْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مِنْ شِدَّۃِ الْقِیَامِ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص496 باب مَا رُوِیَ فِیْ عَدَدِ رَکَعَاتِ الْقِیَامِ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان شریف میں بیس رکعات نماز تراویح پڑھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ قرآن مجید کی سو سو آیات والی سورتیں تلاوت کیا کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ لمبے قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔

اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ. اس روایت کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیس تراویح کو روایت کرنے والے تین حضرات ہیں۔ ان کی مرویات پیشِ خدمت ہیں:

1: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما:

رَوَى الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَمَرَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْقِيَامِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَنْ يُّصَلِّيَ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً يُّسَلِّمُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُرَاوِحَ مَابَيْنَ كُلِّ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ فَيَرْجِعُ ذُوالْحَاجَةِ وَيَتَوَضَّأُ الرَّجُلُ وَاَنْ يُوْتِرَ بِهِمْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ حِيْنَ الْاِنْصِرَافِ.

(مسند الامام زید ص159، 158، فی نسخۃ: ص155)

ترجمہ: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو حکم دیا جو لوگوں کو رمضان شریف کے مہینہ میں نماز تراویح پڑھاتا تھا کہ وہ ان کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھائے! ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرے اور ہر چار رکعتوں کے درمیان آرام کے لیے کچھ دیر وقفہ کرے تاکہ قضائے حاجت کے لیے جانے والا واپس آسکے، وضو کرنے والا وضو کرسکے اور یہ بھی حکم فرماتے تھے کہ (تراویح کے اختتام کے وقت) واپسی پر ان کو وتر کی نماز بھی پڑھائے۔

اعتراض:

1: "مسند زید" اہل سنت کی کتاب نہیں، بلکہ شیعوں کی کتاب ہے.

2: "مسند زید" کا بنیادی راوی ابو خالد عمرو بن خالد الواسطی مجروح راوی ہے۔

جواب:

ہر شق کا جواب پیش خدمت ہے:

جواب شق اول:

اولاً...... "مسند زید" (المعروف المجموع الفقہی) شیعوں کی نہیں بلکہ سنیوں کی کتاب ہے۔ اس پر چند قرائن پیش ہیں:

[۱]: اس میں وضو کرتے ہوئے پاؤں کو دھونے کا ذکر ہے۔ (ص53) جبکہ شیعہ پاؤں کو دھونے کے بجائے پاؤں پر مسح کرتے ہیں۔

[۲]: اس میں شروع نماز کے علاوہ پوری نماز میں رفع یدین نہ کرنے کا ذکر ہے۔ (ص88) جبکہ شیعہ نماز کے اندر اور سلام کے وقت رفع یدین کرتے ہیں۔

[۳]: اس میں سحری تاخیر سے کھانے اور افطاری جلدی کرنے کا ذکر ہے۔ (ص211) جبکہ شیعہ کا عمل اس کے برعکس ہے۔

[۴]: اس میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی روایت موجود ہے۔ (ص211) جبکہ شیعہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔

اور بھی بہت سے حوالہ جات جمع کیے جاسکتے ہیں۔ ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ یہ اہل السنت کی کتاب ہے۔

ثانیاً...... اس کتاب کی اکثر احادیث کی تائید دیگر کتب اہل السنت سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً

(۱) حدیث نمبر 1 کی تائید.... از مؤطا امام مالک حدیث نمبر 32، صحیح بخاری حدیث نمبر 158، 162، 183، صحیح مسلم حدیث نمبر 236

(۲) حدیث نمبر 67 کی تائید... از صحیح مسلم حدیث نمبر 1389، سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر 725، مسند احمد حدیث نمبر 13815

(۳)حدیث نمبر68 کی تائید... از مؤطاامام مالک حدیث نمبر1، صحیح البخاری حدیث نمبر499، سنن ابی داوٗد حدیث نمبر394

(۴)حدیث نمبر70 کی تائید... از صحیح مسلم حدیث نمبر648، سنن النسائی حدیث نمبر859، سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر1257

(۵)حدیث نمبر78 کی تائید... از سنن الترمذی حدیث نمبر3، سنن ابی داوٗد حدیث نمبر61، سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر275

(۶)حدیث نمبر85 کی تائید... از جامع الترمذی حدیث نمبر312، سنن ابی داوٗد حدیث نمبر824، سنن النسائی حدیث نمبر919

(۷)حدیث نمبر102 کی تائید... از مؤطاامام مالک حدیث نمبر149، صحیح البخاری حدیث نمبر590، صحیح مسلم حدیث نمبر

(۸)حدیث نمبر104 کی تائید... از صحیح مسلم حدیث نمبر673، سنن الترمذی حدیث نمبر235، سنن النسائی حدیث نمبر783

(۹)حدیث نمبر106 کی تائید... از مسند احمد حدیث نمبر18641، مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث نمبر3526

(۱۰) حدیث نمبر108 کی تائید... از سنن الترمذی حدیث نمبر230، صحیح ابن حبان حدیث نمبر2200، مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر377

اس کے علاوہ بے شمار تائیدات موجود ہیں۔ یہ بھی اس بات کی قوی دلیل ہیں کہ یہ سنیوں کی کتاب ہے۔ غیر مقلدین کا اس کو شیعوں کی کتاب کہہ کر انکار کرنا غلط ہے۔

جواب شق دوم:

اولاً... مقدمہ کتاب میں شائع کنندہ شیخ عبد الواسع بن یحییٰ الواسعی نے ابو خالد الواسطی کے حالات ذکر کیے اور ان پر کی گئی جروح کا جواب دیا ہے۔ (دیکھیے مقدمہ کتاب از ص11 تا ص15)

یہی وجہ ہے کہ مصر کے مفتی اعظم اور اپنے دور کے بڑے عالم شیخ محمد بخیت مطیعی نے اس کتاب کی سند کو صحیح قرار دیا۔ فرماتے ہیں:

بِالسَّنَدِ الصَّحِيحِ اِلَى الْإِمَامِ الشَّهِيدِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ الخ. (مقدمہ کتاب مسند زید: ص36)

ثانیاً... محدثین کا قاعدہ ہے کہ جس کتاب کی نسبت اپنے مصنف کی طرف مشہور ہو [کہ یہ کتاب فلاں مصنف کی ہے] تو مصنف سے لے کر ہم تک اس کی سند دیکھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ یہ شہرت اس سند کے دیکھنے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لِاَنَّ الْكِتَابَ الْمَشْهُوْرَ الْغَنِيُّ بِشُهْرَتِهٖ عَنِ اعْتِبَارِ الْاِسْنَادِ مِنَّا اِلٰى مُصَنِّفِهٖ.

(النکت لابن حجر ص56)

اور مسند زید (المعروف المجموع الفقہی) کا امام زید بن علی کی کتاب ہونا نہایت واضح ہے، چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

1: علامہ شوکانی... (نیل الاوطار للشوکانی: ج1 ص297، ج2 ص244)

2: عمر رضا کحالہ.... (معجم المؤلفین: ج4 ص190)

3: غلام احمد حریری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"امام زید بڑے فقیہ اور ماہر علم الکلام تھے، آپ نے علم فقہ پر "کتاب المجموع" تحریر کی تھی"۔

(تاریخ تفسیر و مفسرین: ص485 مکتبہ ملک سنز پبلیشرز)

لہذا نیچے والی سند دیکھنے کی حاجت ہی نہیں۔ اس لیے اس اعتراض کو لے کر کتاب کا انکار کرنا غلط ہے۔

2: حضرت ابو عبد الرحمن السلمی:

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : دَعَا الْقُرَّاءَ فِي رَمَضَانَ ، فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلاً يُصَلِّي بِالنَّاسِ عِشْرِينَ رَكْعَةً. قَالَ : وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُوتِرُ بِهِمْ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص496)

ترجمہ: ابو عبد الرحمن سلمی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا۔ پھر ایک قاری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھایا کرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خود انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

شبہ نمبر 1:

اس روایت کی سند میں ایک راوی "حماد بن شعیب" ہے جو کہ ضعیف ہے۔

جواب:

اولاً:... اگرچہ حماد بن شعیب کی بعض ائمہ نے تضعیف کی ہے لیکن دیگر ائمہ نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔ تصریحات ملاحظہ ہوں:

(1): امام عبد اللہ بن عدی بن عبد اللہ الجرجانی (ت365ھ) فرماتے ہیں: "يُكْتَبُ حَدِيْثُهُ مَعَ ضُعْفِهِ"

(لسان المیزان: ج2ص348 ادارہ تالیفات اشرفیہ)

یعنی اس کی حدیث اس کے ضعف کے باوجود لکھی جاسکتی ہے۔

ارشاد الحق اثری کے نزدیک "يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ" کا جملہ الفاظ تعدیل میں شمار ہوتا ہے۔

(توضیح الکلام ج1ص548، فی نسخۃ: ص496)

(2): امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی (ت458ھ) نے اس اثرِ علی کو اثرِ شتیر بن شکل کی قوت کے لیے روایت کیا ہے جو دلیل ہے کہ یہ اثر امام بیہقی رحمہ اللہ کے نزدیک قوی ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص496)

(3): علامہ ابن تیمیہ (ت728ھ) نے اس روایت کو استدلالاً ذکر کیا اور اس پر سکوت فرمایا جو اس بات کی دلیل ہے کہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اثر قابلِ استدلال ہے۔

(منہاج السنۃ لابن تیمیہ: ج2ص224)

(4): علامہ شمس الدین ذہبی (ت748ھ) اس روایت کو استدلالاً ذکر کیا اور اس پر سکوت فرمایا جو اس بات کی دلیل ہے کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اثر قابلِ استدلال ہے۔

(المنتقیٰ من منہاج الاعتدال فی نقض کلام اہل الرفض والاعتزال للذہبی: ص542)

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی (ت279ھ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی بیس رکعت والی روایت کو صحیح مانتے ہیں جب ہی تو استدلال کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(سنن الترمذی: ج1ص166 ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

لہذا اصولی طور پر حماد بن شعیب حسن الحدیث درجہ کا راوی ہے اور یہ حدیث مقبول ہے۔

ثانیاً:.... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور کی تراویح کے راوی حضرت حسین اور ابو الحسناء بھی ہیں۔لہذا اس سند میں اگر ضعف ہو (جبکہ یہ حسن درجہ کی روایت ہے) تو ان مویدات کی وجہ سے ختم ہو جائے گا۔

شبہ نمبر 2:

عطاء بن السائب "مختلط راوی ہے، حماد بن شعیب ان لوگوں میں سے نہیں جنہوں نے اس سے قبل الاختلاط سنا ہے۔(آٹھ رکعت نماز تراویح ص13)

جواب نمبر 1:

عطاء بن السائب اگرچہ آخر عمر میں مختلط ہو گئے تھے لیکن اتنے بھی نہیں کہ ان کی احادیث ضعیف قرار دی جائیں بلکہ باوجود اختلاط کے محدثین کے ہاں ان کی احادیث کم از کم "حسن" درجہ کی ضرور ہیں۔مثلاً:

(1): امام ہیثمی ایک روایت کے تحت لکھتے ہیں:

"وَفِيْهِ عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ وَفِيْهِ كَلَامٌ وَهُوَ حَسَنُ الْحَدِيْثِ"

(مجمع الزوائد ج3 ص142، باب التکبیر علی الجنازۃ)

ترجمہ: اس روایت میں عطاء بن السائب ہے، اس میں کلام ہے لیکن ان کی حدیث حسن درجہ کی ہے۔

(2): علامہ ذہبی فرماتے ہیں: تَابِعِيٌّ مَشْهُوْرٌ حَسَنُ الْحَدِيْثِ.

(المغنی فی الضعفاء ج2 ص59، رقم الترجمۃ 4121)

ترجمہ: یہ مشہور تابعی ہیں اور ان کی حدیث حسن درجہ کی ہوتی ہے۔

(3): امام حاکم عطاء بن السائب کی ایک روایت جسے جریر بن عبد الحمید نے روایت کیا ہے، کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ. (المستدرک للحاکم ج5 ص350، 351 کتاب التوبۃ والانابۃ)

ترجمہ: اس کی سند صحیح ہے۔

حالانکہ جریر کا سماع بعد الاختلاط کا ہے۔

(الشذا الفیاح من علوم ابن الصلاح: ج1 ص453. طبع دار ابن حزم)

معلوم ہوا آپ اختلاط کے باوجود "حسن الحدیث" ہیں۔

(4): حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ اخْتَلَطَ بِآخِرِهٖ وَلَمْ يَفْحَشْ حَتّٰى يَسْتَحِقَّ اَنْ يَّعْدِلَ بِهٖ عَنْ مَسْلَكِ الْعُدُوْلِ۔

(تہذیب التہذیب ج4 ص493)

ترجمہ: عطاء بن السائب آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے لیکن اتنے فاحش اور زیادہ مختلط بھی نہیں ہوئے کہ وہ اختلاط کی وجہ سے

عادل (وثقہ) ہیں راویوں کی راہ سے تجاوز کر جائیں۔

(5): امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ نے عطاء بن السائب کو مقدمہ مسلم میں قابل اعتماد اور طبقہ ثانیہ کا راوی شمار کیا ہے۔

(مقدمہ مسلم: ص50 مکتبہ البشری)

لہذا یہ حسن الحدیث راوی ہے اور روایت حسن درجہ کی ہے۔

جواب نمبر2:

اس روایت کی مؤید دیگر روایات بھی ہیں جن میں حضرت حسین اور حضرت ابو الحسناء کے طریق ہیں۔ پس یہ روایت مؤیدات کی وجہ سے حجت و قابل اعتماد ہے۔

جواب نمبر3:

اس روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور قاعدہ ہے کہ اگر کسی روایت کو تلقی امت بالقبول حاصل ہو جائے تو وہ روایت اگرچہ ضعیف بھی ہو تب بھی صحت کا درجہ پالیتی ہے۔

(تدریب الراوی: ص29، فیض الباری شرح البخاری: ج3، ص:409 کتاب الوصایا، باب الوصیۃ لوارث، اخبارِ اہل حدیث مورخہ 19 اپریل 1907)

لہذا تلقی بالقبول ہونے کی وجہ سے یہ روایت بھی صحیح و حجت ہے۔

3: حضرت ابو الحسناء:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِي الْحَسْنَاءِ اَنَّ عَلِيًّا اَمَرَ رَجُلاً يُّصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص223 کتاب الصلاۃ باب كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ، السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص497)

ترجمہ: حضرت ابو الحسناء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھائیں!

اِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

فائدہ: اس روایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے "حکم" دینے کا ذکر ہے۔

شبہ:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ابو الحسناء مجہول ہے، لہذا روایت ضعیف ہے۔

جواب:

اولاً:۔۔۔ عند الاحناف خیر القرون کی جہالت، تدلیس اور ارسال جرح ہی نہیں اور شوافع کے ہاں متابعت سے یہ جرح ختم ہو جاتی ہے۔ اس روایت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت تراویح روایت کرنے میں ابو الحسناء اکیلے نہیں بلکہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور امام ابو عبد الرحمن سلمی بھی یہی روایت کرتے ہیں۔

ثانیاً:۔۔۔ ابو الحسناء سے دو راوی یہ روایت نقل کر رہے ہیں:

1: عمرو بن قیس۔(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5ص223)

2: ابو سعید البقال۔(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص497)

اور یہ دونوں بالترتیب ثقہ اور صدوق ہیں۔(تقریب التہذیب ص456وص299)

امام حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر رحمہ اللہ(ت:852ھ) لکھتے ہیں:

السَّابِعَةُ: مَنْ رَوٰی عَنْهُ اَكْثَرُ مِنْ وَّاحِدٍ وَلَمْ يُوَثَّقْ، وَاِلَيْهِ الْاِشَارَةُ بِلَفْظِ مَسْتُوْرٍ اَوْ مَجْهُوْلِ الْحَالِ.

(مقدمۃ تقریب التہذیب ص111)

ترجمہ: (ساتواں مرتبہ)وہ شخص ہے جس سے ایک سے زائد راوی روایت کرتے ہیں لیکن اس کی توثیق نہ کی گئی ہو، اور اس شخص کی طرف لفظ مستور یا مجہول الحال سے اشارہ کیا جاتا ہے۔

یہاں ابو الحسناء سے بھی دو راوی یہ روایت کر رہے ہیں۔ لہٰذا اصولی طور پر یہ مجہول نہیں بلکہ مستور راوی بنتا ہے۔ غیر مقلدین کا اسے مجہول العین کہہ کر روایت کو رد کرنا غلط ہے۔

الحاصل ابو الحسناء مستور راوی ٹھہرتا ہے اور محدثین کے ہاں قاعدہ ہے کہ مستور کی متابعت کوئی دوسرا راوی کرے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو تو اس کی روایت حسن ہو جاتی ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

" وَمَتٰى تُوْبِعَ السَّيِّئُ الْحِفْظُ بِمُعْتَبَرٍ كَأَنْ يَّكُوْنَ فَوْقَهٗ اَوْ مِثْلَهٗ لَا دُوْنَهٗ وَ كَذَا الْمُخْتَلِطُ الَّذِيْ لَا يَتَمَيَّزُ وَالْمَسْتُوْرُ وَالْاِسْنَادُ الْمُرْسَلُ وَ كَذَا الْمُدَلِّسُ اِذَا لَمْ يَعْرِفِ الْمَحْذُوْفَ مِنْهُ صَارَ حَدِيْثُهُمْ حَسَناً لَا لِذَاتِهٖ بَلْ وَصْفِهٖ بِذَالِكَ بِاِعْتِبَارِ الْمَجْمُوْعِ مِنَ الْمُتَابِعِ وَالْمُتَابَعِ "

(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر: ص107 مکتبہ یادگار شیخ)

ترجمہ: جب سیئ الحفظ راوی کی متابعت کسی ایسے معتبر راوی سے ہو جائے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو، کم نہ ہو۔ اسی طرح ایسے مختلط راوی(کا متابع مل جائے) جس کی تمیز نہ ہو سکتی ہو، اور یہی حکم مستور، مسند، مرسل اور مدلس کا ہے جبکہ محذوف کی معرفت نہ ہو تو ان سب کی روایات حسن ہو جائیں گی لیکن حسن لذاتہ نہیں بلکہ متابع یا متابَع کی حیثیت کا اعتبار کرتے ہوئے مجموعی طور پر حسن کہلائے گی۔

ابو الحسناء کی متابعت ابو عبد الرحمن نے کی ہے۔(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص496)

اور یہ ابو الحسناء سے بڑھ کر ثقہ راوی ہے۔ اس لئے ابو الحسناء کی یہ روایت جمہور کے نزدیک بھی مقبول ہے۔

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

1: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ شَهْرِ رَمْضَانَ فَيَنْصَرِفُ وَ عَلَيْهِ لَيْلٌ، قَالَ الْاَعْمَشُ: كَانَ يُصَلِّيْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ. (قیام اللیل للمروزی ص157)

ترجمہ: حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رمضان شریف میں ہمیں تراویح پڑھاتے اور جب گھر کو لوٹتے تو رات ابھی باقی ہوتی تھی۔ روایت کے راوی امام اعمش فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح اور تین

رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

فائدہ: اس روایت کی مکمل سند عمدۃ القاری شرح البخاری للعلامۃ العینی میں ہے جو کہ یہ ہے:

رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمِرْوَزِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيىٰ أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ. (عمدۃ القاری ج8 ص246 باب فضل من قام رمضان)

اس روایت کے راویوں کی توثیق یہ ہے:

(1) یحییٰ بن یحییٰ:

ابوزکریا یحییٰ بن یحییٰ بن بکر بن عبد الرحمن التیمی۔ آپ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن الترمذی اور سنن النسائی کے راوی ہیں۔ ثقہ، ثبت اور امام ہیں۔ (تقریب التہذیب:7668)

(2) حفص بن غیاث:

ابو عمر حفص بن غیاث النخعی القاضی۔ صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں۔ ثقہ اور فقیہ ہیں۔ (تقریب التہذیب:1430)

(3) الاعمش:

سلیمان بن مہران الاعمش۔ صحیح البخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔

(تقریب التہذیب:2615، الجرح والتعدیل:ج4139)

(4) زید بن وھب:

ابو سلیمان زید بن وھب الجہنی۔ آپ صحیح البخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں اور ثقہ ہیں۔ (تقریب التہذیب:2159)

(5) عبد اللہ بن مسعود:

آپ مشہور صحابی ہیں اور صحابہ میں بڑے علمی مقام کے مالک تھے۔ (تقریب التہذیب:3613)

مذکورہ تفصیل سے ثابت ہوا کہ

اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

اس حدیث کی سند امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

2: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

حضرت عبد العزیز بن رُفیع رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِالْمَدِيْنَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج2 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں رمضان کے مہینے میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

تحقیق السند:

اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ. [اس حدیث کی سند صحیح ہے اور سب راوی ثقہ ہیں۔]

تابعین کرام رحمہم اللہ

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ:

عَنْ عَطَآءٍ قَالَ اَدْرَکْتُ النَّاسَ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً بِالْوِتْرِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ کَمْ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ مِنْ رَکْعَۃٍ)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے پایا ہے۔

اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ وَ مُسْلِمٍ.

ترجمہ: اس حدیث کی سند امام بخاری اور امام مسلم کی شرائط کے موافق صحیح ہے۔

فائدہ: جب کوئی تابعی "ادرکتُ النّاس، أنّ الناس ,یا,کان الناس" کہتا ہے تو اس "الناس" سے مراد صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم ہوتے ہیں۔

اعتراض:

اس اثر میں لوگوں سے کون مراد ہیں؟ کوئی وضاحت نہیں اور عین ممکن ہے کہ تابعین مراد ہوں اور بعض تابعین کا اختلافی عمل ادلہ اربعہ میں سے کوئی دلیل نہیں ہے۔

(ضرب حق: جولائی 2012ء مضمون علیزئی)

جواب:

(1): اس اثر میں حضرت عطاء بن ابی رباح ہیں جنہوں نے دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے۔

(نماز نبوی: ص124 تحقیق و تخریج زبیر علیزئی)

یقینی بات ہے کہ "لوگوں" سے مراد اس دور کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ ہیں، اور صحابہ و تابعین کا عمل حجت ہے۔

(2): بعض الناس کا یہ کہنا "…. تابعین کا اختلافی عمل ادلہ اربعہ میں سے کوئی دلیل نہیں ہے۔" بالکل غلط ہے، اس لیے کہ ادلہ اربعہ میں سے دوسری دلیل "سنت" ہے، جس کی تعریف یہ ہے:

اَلطَّرِیْقَۃُ الْمَسْلُوْکَۃُ فِی الدِّیْنِ. (عامۃ کتب اصول)

کہ دین میں جاری طریقے کا نام سنت ہے۔

ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کا عمل بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری عمل (20 رکعت) کا ایک تسلسل ہے جو یقیناً دلیل شرعی ہے۔ غیر مقلدین کا اسے دلیل نہ ماننا انصاف کے خلاف ہے۔

تنبیہ:

خود معترض (علیزئی صاحب) نے "القول المبین" (ص53) میں ایک روایت نقل کی جس کا ترجمہ خود اسی کے الفاظ میں یہ ہے:

"میں نے عکرمہ (تابعی) سے سنا وہ کہہ رہے تھے، میں نے لوگوں کو (ان مساجد میں) اس حال میں پایا کہ جب امام ﴿غیر المغضوب علیھم و لا الضالین﴾ کہتا تو لوگوں کے آمین کہنے سے مسجد گونج اٹھتی تھی۔"

یہاں بھی لفظ "لوگوں" ہے لیکن معترض نے بالکل خاموشی اختیار کرتے ہوئے کوئی وضاحت نہ کی کہ اس اثر میں "لوگوں" سے کون مراد ہیں۔

امام ابراہیم بن یزید النخعی:

کوفہ کے مشہور فقیہ و مفتی حضرت ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِيْ رَمَضَانَ.

(کتاب الآثار براویۃ ابی یوسف القاضی: ص 41 باب السہو)

ترجمہ: لوگ (یعنی صحابہ کرام اور تابعین) رمضان میں پانچ ترویحے (یعنی 20 رکعت تراویح) پڑھتے تھے۔

اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ.

ترجمہ: امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے موافق اس حدیث کی سند صحیح درج کی ہے۔

سیدنا شتیر بن شکل:

عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 5 ص 222 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت شتیر بن شکل رحمہ اللہ رمضان شریف میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھاتے تھے۔

اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ

ترجمہ: اس حدیث کی سند حسن درجے کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

سیدنا امام سعید بن فیروز ابو البختری:

عَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِيْ رَمَضَانَ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 5 ص 224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت ابو البختری سعید بن فیروز بن ابی عمران الطائی مولاھم الکوفی رحمہ اللہ (ت: 183ھ) رمضان شریف میں نماز تراویح پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ

ترجمہ: اس حدیث کی سند حسن درجے کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

سیدنا سوید بن غفلہ:

وَأَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ: مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الْخَصِيبِ قَالَ: كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج 2 ص 496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ)

ترجمہ: آپ کے بارے میں ابو الخصیب کہتے ہیں کہ حضرت سوید بن غفلہ ہمیں رمضان میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن ابی ملیکہ:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَا فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص223،224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: نافع بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عبید اللہ بن عبداللہ بن ابی ملیکہ التیمی رحمہ اللہ (ت:117ھ) ہمیں رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

اِسْنَادُهُ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

ترجمہ: اس حدیث کی سند امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے موافق صحیح ہے۔

سیدنا سعید بن جبیر:

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَؤُمُّنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَكَانَ يَقْرَأُ بِالْقِرَاءَتَيْنِ جَمِيعًا، يَقْرَأُ لَيْلَةً بِقِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَكَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ.

(مصنف عبدالرزاق ج4 ص204 باب قیام رمضان)

ترجمہ: اسماعیل بن عبدالملک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ رمضان کے مہینے میں ہماری امامت کرواتے تھے، آپ دونوں قرأتیں پڑھتے تھے، ایک رات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت (اور دوسری رات حضرت عثمان کی قرأت) اور آپ رحمہ اللہ پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت پڑھتے تھے۔

سیدنا علی بن ربیعہ:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ وَّيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: سعید بن عبید کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ رمضان شریف میں لوگوں کو پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعات تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

اِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَرُوَاتُهُ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: اس حدیث کی سند حسن درجے کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

سیدنا حارث ہمدانی رحمہ اللہ:

عَنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت حارث ہمدانی رحمہ اللہ (ت:65ھ) لوگوں کو رمضان شریف میں بیس رکعات نماز تراویح اور تین وتر باجماعت پڑھاتے تھے۔

اجماعِ امت

(1): علامہ ابوزکریا یحیی بن شرف نووی دمشقی الشافعی(ت676ھ)فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ اَنَّ صَلَاۃَ التَّرَاوِیحِ سُنَّۃٌ بِاِتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً.(کتاب الاذکار ص226)

ترجمہ: جان لیجیے کہ نماز تراویح باتفاق علماء سنت ہے اور یہ بیس رکعتیں ہیں۔

(2): ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی(ت1014ھ)فرماتے ہیں:

اَجْمَعَ الصَّحَابَۃُ عَلٰی اَنَّ التَّرَاوِیحَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً.(مرقاۃ المفاتیح: ج3ص346)

ترجمہ: تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیس رکعت تراویح ہونے پر اجماع کیا ہے۔

(3): ملا علی بن سلطان محمد القاری "شرح النُّقَایۃ" میں لکھتے ہیں:

فَصَارَ اِجْمَاعاً لِمَا رَوَی الْبَیْھَقِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیحٍ اَنَّھُمْ کَانُوْا یُقِیْمُوْنَ عَلٰی عَھْدِ عُمَرَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَعَلٰی عَھْدِ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ.(شرح النقایۃ: ج1ص342)

ترجمہ: پس(بیس رکعت)پر اجماع ہو گیا کیونکہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے، ایسے ہی خلافت عثمان اور خلافت علی رضی اللہ عنہما میں بھی۔

(4): علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی المعروف مرتضیٰ الزبیدی(ت1205ھ)فرماتے ہیں:

وَبِالْاِجْمَاعِ الَّذِیْ وَقَعَ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ اَخَذَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَالنَّوَوِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَالْجُمْھُوْرُ وَاخْتَارَہُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ.

(اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین: ج3ص422)

ترجمہ: اس اجماع کی وجہ سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا تھا، امام ابو حنیفہ، امام نووی، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور حضرات نے(بیس رکعت تراویح)کو اختیار کیا ہے اور یہی موقف علامہ ابن عبد البر نے بھی اختیار کیا ہے۔

(5): علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز بن احمد ابن عابدین شامی(ت1252ھ)فرماتے ہیں:

(وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً)ھُوَ قَوْلُ الْجُمْھُوْرِ وَعَلَیْہِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقاً وَغَرْباً.(رد المحتار لابن عابدین الشامی: ج2ص599)

ترجمہ: بیس رکعت ہی جمہور کا قول ہے اور اسی پر مشرق و مغرب میں پوری امت کا عمل ہے۔

(6): استاذ المحدثین فقیہ النفس، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی(ت1322ھ)"الحق الصریح" میں تحریر فرماتے ہیں:

الحاصل ثبوت بست رکعت باجماعِ صحابہ در آخر زمانِ عمر رضی اللہ عنہ ثابت شدہ پس سنت باشد وکسیکہ از سنیّتِ آں انکار دارد خطاست.

(الحق الصریح فی اثبات التراویح ص14، مقالات حجۃ الاسلام، ج:4ص:343)

ترجمہ: خلاصہ یہ کہ بیس رکعات کا ثبوت اجماع صحابہ سے آخر عہد فاروقی میں ثابت شدہ ہے لہذا یہی سنت ہے اور جو شخص اس کے سنت ہونے کا انکار کرے وہ غلطی پر ہے۔

فائدہ: "الحق الصریح" قاسم العلوم والخیرات حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا رسالہ ہے جو تراویح سے متعلق دو تحریروں پر مشتمل ہے۔ پہلی تحریر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی ہے۔ دوسری تحریر قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی ہے۔ درج بالا عبارت حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی تحریر سے نقل کی گئی ہے۔

جمہور علماء کا موقف

(1): امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی (ت 279ھ) فرماتے ہیں:

وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(سنن الترمذی: ج1 ص166 ابواب الصوم باب ما جاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(2): امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر القرطبی المالکی (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَبِهٖ قَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ وَالشَّافِعِيُّ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَهُوَ الصَّحِيْحُ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ.

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعینی: ج8 ص246)

ترجمہ: بیس رکعت تراویح جمہور علماء کا قول ہے اور یہی قول اہل کوفہ، امام شافعی اور اکثر فقہاء کرام کا ہے اور حضرت ابی بن کعب سے بھی یہی قول صحت سے مروی ہے، صحابہ میں سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔

(3): علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی (ت 587ھ) اس اجماع کا تذکرہ ان الفاظ سے کرتے ہیں:

اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ اَحَدٌ فَيَكُوْنُ اِجْمَاعاً مِّنْهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ.

(بدائع الصنائع ج1 ص644)

ترجمہ: حضرت عمر نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان المبارک میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں جمع کیا انہوں نے ان کو ہر رات بیس رکعت پڑھائیں اور اس پر کسی نے انکار نہیں کیا۔ پس یہ صحابہ کرام کی طرف سے بیس رکعت پر اجماع ہو گیا۔

بلاد اسلامیہ میں تعداد تراویح

اہل مکہ:

(1): قَالَ الْإِمَامُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ: وَبِمَكَّةَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ. (نیل الاوطار للشوکانی: ج3 ص57)

ترجمہ: امام امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مکہ میں تیئیس رکعت (یعنی بیس تراویح اور تین وتر) پڑھے جاتے ہیں۔

(2): قَالَ الْإِمَامُ عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ رَبَاحٍ الْمَكِّيُّ التَّابِعِيُّ: أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: امام عطاء بن ابی رباح مکی تابعی فرماتے ہیں: میں نے لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے پایا ہے۔

فائدہ: جب کوئی تابعی "ادركتُ النّاس، أنّ الناس يا كان الناس" کہتا ہے تو اس "الناس" سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

ہوتے ہیں۔

(3): قَالَ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ: وَهٰكَذَا أَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا بِمَكَّةَ يُصَلُّونَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(سنن الترمذی: ج1 ص166 ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو بیس رکعت پڑھتے پایا ہے۔

اہل مدینہ:

(1): ابن ابی ملیکہ مشہور تابعی ہیں۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے۔ تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے۔

(تہذیب التہذیب: ج3 ص559)

آپ کے متعلق نافع بن عمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَا فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص223، 224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

(2): مشہور محدث وحافظ حضرت داؤد بن قیس رحمہ اللہ مدینہ کے رہنے والے تھے۔ آپ فرماتے ہیں:

أَدْرَكْتُ النَّاسَ بِالْمَدِينَةِ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَأَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يُصَلُّونَ سِتَّةً وَثَلَاثِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُونَ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: میں نے مدینہ میں خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ اور ابان بن عثمان کے دور میں لوگوں کو چھتیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے پایا ہے۔

فائدہ: یہ 36 رکعات تراویح کیسے بنی؟ علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی (ت 911ھ) فرماتے ہیں:

تَشْبِيهًا بِأَهْلِ مَكَّةَ، حَيْثُ كَانُوا يَطُوفُونَ بَيْنَ كُلِّ تَرْوِيحَتَيْنِ طَوَافًا وَيُصَلُّونَ رَكْعَتَيْهِ وَلَا يَطُوفُونَ بَعْدَ الْخَامِسَةِ، فَأَرَادَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مُسَاوَاتَهُمْ فَجَعَلُوا مَكَانَ كُلِّ طَوَافٍ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ.

(الحاوی للفتاویٰ: ج1 ص336)

ترجمہ: اہل مدینہ نے اہل مکہ کی مشابہت کے لیے 36 رکعات اختیار کر لیں کیونکہ اہل مکہ چار رکعت کے بعد طواف کعبہ کر لیتے اور طواف کی دو رکعت نفل پڑھ لیتے تھے اور پانچویں ترویحہ کے بعد طواف نہیں کرتے تھے۔ پس اہل مدینہ طواف کے بجائے 4 رکعات کے بعد 4 رکعات (نفل) پڑھ لیتے تھے۔

گویا ان کی اضافی رکعات تراویح کا حصہ نہ تھیں بلکہ درمیان کی نفلی عبادت میں شامل تھیں۔ تراویح فقط بیس رکعات تھیں۔

اہل کوفہ:

(1): کوفہ کے مشہور فقیہ ومفتی حضرت ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يُصَلُّونَ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ فِي رَمَضَانَ. (کتاب الآثار براویۃ ابی یوسف القاضی: ص41)

ترجمہ: لوگ (یعنی صحابہ وتابعین) رمضان میں پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

(2): مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر جنہوں حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر وغیرہ جیسے القدر صحابہ سے علم حاصل کیا، کوفہ ہی میں شہید کیے گئے، آپ کے بارے میں منقول ہے:

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَؤُمُّنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَكَانَ يَقْرَأُ بِالْقِرَاءَتَيْنِ جَمِيعًا، يَقْرَأُ لَيْلَةً بِقِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَكَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ.

(مصنف عبد الرزاق: ج4 ص204 باب قیام رمضان)

ترجمہ: اسماعیل بن عبد الملک فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ رمضان کے مہینے میں ہماری امامت کرواتے تھے۔ آپ دونوں قرأتیں پڑھتے تھے، ایک رات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت (اور دوسری رات حضرت عثمان کی قرأت) اور آپ پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

(3): حضرت شتیر بن شکل، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے کوفہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کے بارے میں روایت ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص222 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: عبد اللہ بن قیس فرماتے ہیں کہ حضرت شتیر بن شکل لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

(4): حارث ہمدانی (ت 65ھ) حضرت علی اور حضرت ابن مسعود کے شاگرد تھے، کوفہ میں وفات پائی۔ آپ کے بارے میں روایت ہے:

عَنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت حارث رحمہ اللہ لوگوں کو رمضان کی راتوں میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

(5): مشہور تابعی امام سفیان ثوری (ت 161ھ) کوفہ کے رہنے والے تھے۔ آپ بھی بیس رکعات تراویح کے قائل تھے۔

قَالَ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى التِّرْمِذِيُّ: وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ.

(سنن الترمذی: ج1 ص166 ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہی مؤقف امام سفیان ثوری کا بھی ہے۔

اہل بصرہ:

حضرت یونس بن عبید جو امام حسن بصری اور امام ابن سیرین کے شاگرد اور سفیان ثوری و شعبہ کے استاد ہیں، فرماتے ہیں:

أَدْرَكْتُ مَسْجِدَ الْجَامِعِ قَبْلَ فِتْنَةِ ابْنِ الْأَشْعَثِ يُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ وَعِمْرَانُ الْعَبْدِيُّ كَانُوا يُصَلُّونَ خَمْسَ تَرَاوِيحَ.

(قیام اللیل للمروزی: ص222، ناشر حدیث اکادمی فیصل آباد)

ترجمہ: میں نے ابن الاشعث کے فتنہ سے پہلے جامع مسجد بصرہ میں دیکھا کہ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر، حضرت سعید بن ابی الحسن اور

حضرت عمران عبدی رحمہم اللہ لوگوں کو پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعت) پڑھاتے تھے۔

ابن الاشعث کا فتنہ سن 83ھ میں بصرہ میں برپا ہوا تھا۔ گویا کہ 83ھ تک بصرہ میں بھی تراویح 20 رکعات ہی پڑھی جاتی تھیں۔

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اور بیس رکعات تراویح

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ:

امام اعظم فی الفقہاء امام ابو حنیفہ اور آپ کے تمام مقلدین بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔

(1): علامہ ابو الولید محمد بن احمد بن محمد المعروف ابن رشد القرطبی المالکی (ت 595ھ) لکھتے ہیں:

"فَاخْتَارَ مَالِكٌ فِي أَحَدِ قَوْلَيْهِ: وَأَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَدَاوٗدُ الْقِيَامَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ"

(بدایۃ المجتہد: ج1 ص214)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے ایک قول میں اور امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور امام داؤد رحمہم اللہ نے وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح کو اختیار فرمایا ہے۔

(2): امام فخر الدین حسن بن منصور الاوزجندی المعروف قاضی خان (ت 592ھ) "فتاویٰ قاضیخان" میں لکھتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ حَنِيْفَةَ: قَالَ اَلْقِيَامُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ سُنَّةٌ... كُلَّ لَيْلَةٍ سِوَى الْوِتْرِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ.

(فتاویٰ قاضیخان: ج1 ص112)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ رمضان میں ہر رات بیس رکعت یعنی پانچ ترویحے وتر کے علاوہ پڑھنا سنت ہے۔

(3): علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی المعروف مرتضیٰ الزبیدی (ت 1205ھ) فرماتے ہیں:

وَبِالْاِجْمَاعِ الَّذِيْ وَقَعَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ اَخَذَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالنَّوَوِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَالْجُمْهُوْرُ وَاخْتَارَهُ ابْنُ عَبْدِالْبَرِّ.

(اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین: ج3 ص422)

ترجمہ: اس اجماع کی وجہ سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا تھا، امام ابو حنیفہ، امام نووی، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور حضرات نے (بیس رکعت تراویح) کو اختیار کیا ہے اور یہی موقف علامہ ابن عبد البر نے بھی اختیار کیا ہے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ:

علامہ ابو الولید محمد بن احمد بن محمد المعروف ابن رشد القرطبی المالکی (ت 595ھ) فرماتے ہیں:

فَاخْتَارَ مَالِكٌ فِي أَحَدِ قَوْلَيْهِ: وَأَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَدَاوٗدُ الْقِيَامَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ.

(بدایۃ المجتہد: ج1 ص214)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے ایک قول میں اور امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور امام داؤد رحمہم اللہ نے وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح کو اختیار فرمایا ہے۔

فائدہ:

امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں تراویح ایک قول میں بیس رکعت اور ایک قول میں چھتیس رکعت ہیں، جن میں سے بیس رکعت تراویح اور سولہ نفل تھیں۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَحَبُّ اِلَیَّ عِشْرُوْنَ... وَ کَذَالِکَ یَقُوْمُوْنَ بِمَکَّۃَ.

(قیام اللیل للمروزی: ص159)

ترجمہ: مجھے بیس رکعت تراویح پسند ہے، مکہ میں بھی بیس رکعت پڑھتے ہیں۔

وَقَالَ اَیْضاً: وَھٰکَذَا اَدْرَکْتُ بِبَلَدِنَا بِمَکَّۃَ یُصَلُّوْنَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً.

(سنن الترمذی: ج1 ص166 ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھتے پایا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

امام ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی (ت 620ھ) لکھتے ہیں:

وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ (اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ) فِیْھَا عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً.

(المغنی لابن قدامۃ: ج2 ص366)

ترجمہ: مختار قول کے مطابق امام احمد بن حنبل بیس رکعت کے قائل تھے۔

مشاہیر امت اور بیس رکعت تراویح

(1): شیخ ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی (ت 505ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّرَاوِیْحُ وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً وَ کَیْفِیَّتُھَا مَشْھُوْرَۃٌ وَھِیَ سُنَّۃٌ مُؤَکَّدَۃٌ.

(احیاء العلوم للغزالی: ج1 ص242، 243)

ترجمہ: تراویح بیس رکعات ہیں جن کا طریقہ مشہور ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہیں۔

(2): شیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر بن ابی صالح عبد اللہ جیلانی (ت 561ھ) فرماتے ہیں:

صَلٰوۃُ التَّرَاوِیْحِ سُنَّۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً.

(غنیۃ الطالبین للشیخ عبد القادر الجیلانی: ص267، 268)

ترجمہ: تراویح کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور یہ بیس رکعت ہے۔

(3): شیخ امام ابو المواہب عبد الوہاب بن احمد بن علی الشعرانی الشافعی (ت 973ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّرَاوِیْحُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً.

(المیزان الکبریٰ للشعرانی: ص217)

ترجمہ: تروایح رمضان شریف میں بیس رکعت ہے۔

حرمین شریفین اور بیس رکعات تراویح

[1]: شیخ عطیہ سالم رحمہ اللہ (مدرس مسجد نبوی و سابق قاضی مدینہ منورہ) نے ایک کتاب "اَلتَّرَاوِيحُ اَكْثَرَ مِنْ اَلْفِ عَامٍ" لکھی ہے۔ اس میں موصوف نے یہ ثابت کیا ہے کہ چودہ سو سالہ تاریخ میں نماز تراویح کی بیس رکعت متواتر عمل ہے، اس سے کم ثابت نہیں۔

[2]: شیخ محمد علی صابونی رحمہ اللہ (استاذ کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ، جامعہ ام القری مکہ مکرمہ) نے ایک رسالہ "اَلْهَدْيُ النَّبَوِيُّ الصَّحِيحُ فِيْ صَلٰوةِ التَّرَاوِيحِ" کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا ہے جس میں عہد خلافت راشدہ سے لے کر عہد حکومت سعودیہ تک مکہ مکرمہ و مسجد حرام میں ہمیشہ بیس رکعات تراویح پڑھے جانے کا ثبوت دیا ہے۔

غیر مقلدین کے دلائل اور ان کے جوابات

دلیل نمبر 1:

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا.

(صحیح البخاری: بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ)

ترجمہ: حضرت سلمہ بن عبد الرحمن نے ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھتے کچھ نہ پوچھو کتنی حسین و لمبی ہوتی تھیں، اس کے بعد پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کتنی حسین اور لمبی ہوتی تھیں، پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

جواب نمبر 1:

اس روایت سے آٹھ رکعت تراویح پر استدلال درست نہیں اس لیے کہ اس میں "رمضان و غیر رمضان" میں ہمیشہ گیارہ رکعت پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے، غیر رمضان میں نہیں۔ حدیث کے جملہ "مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ" سے یہی بات سمجھ میں آ رہی ہے۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس سے وہ نماز مراد ہے جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں پڑھی جاتی ہے اور وہ نمازِ تہجد ہے نہ کہ نمازِ تراویح۔

جواب نمبر 2:

اس حدیث میں گیارہ رکعت تنہا پڑھنے کا ذکر ہے نہ کہ جماعت کے ساتھ اور تراویح جماعت سے پڑھی جاتی ہے۔

جواب نمبر 3:

اس میں ایک سلام سے چار رکعت کا ذکر ہے جبکہ تراویح ایک سلام سے دو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔

جواب نمبر 4:

محدثین کے نزدیک بھی یہ حدیث تراویح کے متعلق نہیں۔ کیونکہ عام طور پر حضرات محدثین کا طرز یہ ہے کہ تہجد کے لیے "باب قیام اللیل یا باب صلوۃ اللیل" اور تراویح کے لیے "باب قیام رمضان" قائم کرتے ہیں۔ مثلاً...

نام کتاب	باب تہجد	باب تراویح
صحیح البخاری	باب فضل قیام اللیل	باب فضل من قام رمضان
صحیح مسلم	باب صلوۃ اللیل	باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح
سنن ابی داؤد	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شہر رمضان

سنن الترمذی	باب فی فضل صلوۃ اللیل	باب ماجاء فی قیام شہر رمضان
سنن النسائی	کتاب قیام اللیل	ثواب من قام وصام
سنن ابن ماجۃ	باب ماجاء فی قیام اللیل	باب ماجاء فی قیام شہر رمضان
مؤطاامام مالک	باب فی صلوۃ اللیل	باب فی قیام رمضان
مؤطاامام محمد	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شہر رمضان
مشکٰوۃ المصابیح	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شہر رمضان
ریاض الصالحین	باب فضل قیام اللیل	باب استحباب قیام رمضان وھو التراویح
صحیح ابن حبان	فصل قیام اللیل	فصل فی التراویح
مجمع الزوائد	باب فی صلوۃ اللیل	قیام رمضان
السنن الکبری للبیہقی	باب فی صلوۃ اللیل	باب فی قیام شہر رمضان
جمع الفوائد	صلوۃ اللیل	قیام رمضان والتراویح وغیر ذالک
قیام اللیل للمروزی	باب فی صلوۃ اللیل	قیام رمضان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت کو محدثین نے باب صلوۃ اللیل (یعنی تہجد کے باب) میں ذکر فرمایا ہے۔

مثلاً:

صحیح البخاری ج1 ص154 کتاب التھجد، باب قیام النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ

صحیح مسلم ج1 ص254 باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل

سنن ابی داوٗد ج1 ص198 باب صلاۃ اللیل

سنن الترمذی ج1 ص99 باب ماجاء فی وصف صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل

مؤطاامام مالک ص102، 103 باب ماجاء فی صلوٰۃ اللیل

سنن النسائی ج1 ص237 کتاب قیام اللیل

زاد المعاد لابن القیم ص127 قیام اللیل

حضرات محدثین کا اس حدیث کو قیام اللیل (تہجد) کے بابمیں ذکر کرنا دلیل ہے کہ یہ تہجد سے متعلق ہے نہ کہ تراویح سے متعلق۔

جواب نمبر 4 پر اعتراض:

اس روایت کو امام محمد "بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ" میں اور امام بخاری "بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ" میں بھی لائے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ تراویح کے متعلق ہے۔

جواب:

امام محمد اور امام بخاری رحمہا اللہ نے اس حدیث کو دوبارذکر فرمایا ہے، امام محمد رحمہ اللہ پہلے "کتاب الصلوۃ باب صلوۃ

اللیل" میں اور امام بخاری رحمہ اللہ " کتاب التہجد باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ " میں لائے ہیں، یہ ثابت کرنے کے لیے کہ اس حدیث کا تعلق تہجد کے ساتھ ہے، دوبارہ امام محمد رحمہ اللہ " باب قیام شہر رمضان وما فیہ من الفضل" میں اور امام بخاری رحمہ اللہ " باب فضل من قام رمضان" میں لائے ہیں، یہ ثابت کرنے لیے کہ تہجد جس طرح غیر رمضان میں ہے اسی طرح رمضان میں بھی ہے، اس مقصد کے پیشِ نظر اس حدیث کو دو دفعہ لائے ہیں۔

جواب نمبر5:

غیر مقلدین کا خود بھی اس روایت پر عمل نہیں، اس لیے کہ اس روایت میں رمضان اور غیر رمضان میں تین رکعات وتر کا ذکر ہے لیکن غیر مقلدین ایک وتر پڑھتے ہیں۔

دلیل نمبر2:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكْعَاتٍ وَاَوْتَرَ .فَلَمَّا كَانَتِ الْقَابِلَةُ اِجْتَمَعْنَا فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا اَنْ يَّخْرُجَ .فَلَمْ نَزَلْ فِيْهِ حَتّٰى اَصْبَحْنَا ثُمَّ دَخَلْنَا .فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ اجْتَمَعْنَا الْبَارِحَةَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا اَنْ تُصَلِّيَ بِنَا فَقَالَ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْكُمْ .

(المعجم الصغیر للطبرانی: ج1 ص190)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان کی ایک رات میں آٹھ رکعتیں اور تین وتر پڑھائے۔ جب دوسری رات ہوئی تو ہم مسجد میں جمع ہو گئے۔ ہم اس امید میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے، ہم اسی انتظار میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم رات کو اس امید پر جمع ہوئے تھے کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس بات کا خوف تھا کہ یہ نماز تم پر کہیں فرض نہ ہو جائے۔[اس لیے نہیں پڑھائی]

یہی روایت صحیح ابن خزیمہ (ج1 ص531)، صحیح ابن حبان (ص710 باب الوتر) اور قیام اللیل للمروزی (ص155) میں بھی ہے۔

جواب:

مذکورہ کتب میں یہ روایت دو سندوں سے آتی ہے۔

1: اسحاق – ابو الربیع – یعقوب قمی – عیسی بن جاریہ – جابر بن عبد اللہ

2: محمد بن حمید الرازی – یعقوب قمی – عیسی بن جاریہ – جابر بن عبد اللہ

ان دونوں طریق میں درج ذیل رواۃ ضعیف و مجروح ہیں۔

عیسیٰ بن جاریہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ سے نقل کرنے والے صرف ایک راوی ہیں عیسی بن جاریہ، انہی پر اس روایت کا مدار ہے، ابن خزیمہ کے حاشیہ پر اس کے بارے میں لکھا ہے:

عِيْسَى بْنُ جَارِيَةَ فِيْهِ لِيْنٌ (صحیح ابن خزیمہ ج1 ص531)

ترجمہ: عیسیٰ بن جاریہ میں کمزوری ہے۔

دیگر محدثین نے بھی اس پر جروح کی ہیں:

1: امام یحیٰ بن معین: لَیْسَ بِذَاكَ عِنْدَہٗ مَنَا کِیْرُ [یہ شخص قوی نہیں نیز اس کے پاس منکر روایات پائی جاتی ہے]

2: امام نسائی: مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ [اس کی حدیث میں نکارت پائی جاتی ہے]

3: امام ابوداؤد: مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ [اس کی حدیث میں نکارت پائی جاتی ہے]

4: امام نسائی: مَتْرُوْكُ الْحَدِیْثِ [اس کی روایات کو محدثین نے ترک کر دیا ہے]

5: امام ابن عدی: اَحَادِیْثُہٗ غَیْرُ مَحْفُوْظَةٍ [اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں]

6: امام ساجی: ذَکَرَہٗ فِی الضُّعَفَاءِ [ضعفاء میں شمار کیا]

7: امام عقیلی: ذَکَرَہٗ فِی الضُّعَفَاءِ [ضعفاء میں شمار کیا]

(میزان الاعتدال ج3ص312، تہذیب التہذیب ج5ص193،192)

یعقوب قمی:

یہ راوی دونوں سندوں میں موجود ہے۔ اس کا نام یعقوب بن عبد اللہ القمی ہے۔ یہ بھی مجروح راوی ہے۔

امام دار قطنی فرماتے ہیں: لَیْسَ بِالْقَوِیِّ. [یہ قوی نہیں ہے] (میزان الاعتدال ج5ص178)

پس یہ روایت ضعیف، متروک اور صحیح روایات کے مقابلے میں ناقابل حجت ہے۔

دلیل نمبر3:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ عَنْ عِیْسَی بْنِ جَارِیَةَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ جَاءَ اُبَیُّ ابْنُ کَعْبٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ کَانَ مِنِّی اللَّیْلَةَ شَیْئٌ یَعْنِیْ فِیْ رَمَضَانَ قَالَ وَمَا ذَاكَ یَا اُبَیُّ قَالَ: نِسْوَةٌ فِیْ دَارِیْ قُلْنَ اِنَّا لَا نَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَنُصَلِّیْ بِصَلَاتِكَ قَالَ فَصَلَّیْتُ بِہِنَّ ثَمَانَ رَکْعَاتٍ ثُمَّ اَوْتَرْتُ قَالَ فَکَانَ شِبْہَ الرِّضَاءِ وَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا.

(مسند ابی یعلیٰ: ج3ص336)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! آج رات میرے ساتھ ایک بات پیش آئی یعنی رمضان میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابی! وہ کیا بات ہے؟، حضرت ابی نے کہا: میرے گھر میں عورتیں تھیں، انہوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں، اس لیے ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گی، پس میں نے انہیں آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے۔ تو یہ رضا کی مثل ہوئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا۔

جواب نمبر1:

اس سند میں وہی عیسی بن جاریہ اور یعقوب القمی موجود ہیں، جو سخت مجروح اور ضعیف ہیں۔ ان پر جرح ہم ما قبل میں ذکر کر آئے ہیں۔ لہذا یہ روایت سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔

جواب نمبر2:

اس روایت کے تمام طرق جمع کریں تو کئی قرائن ملتے ہیں کہ اس روایت میں اضطراب ہے۔

(1): یہ روایت تین کتابوں میں ہے۔

- مسند احمد میں سرے سے "رمضان" کا لفظ ہی نہیں۔
- مسند ابی یعلی میں "یعنی رمضان" کا لفظ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فہم راوی ہے نہ کہ روایت۔
- قیام اللیل مروزی میں "فی رمضان" کا لفظ ہے جو یقیناً کسی تحتانی راوی کا ادراج ہے۔

جب اس روایت میں "فی رمضان" کا لفظ ہی مدرج ہے تو اسے تراویح سے کیا تعلق رہا؟

(2): آٹھ رکعت پڑھنے والے یہ شخص کبھی کہتے ہیں:

"اَنَّہٗ کَانَ مِنِّی اللَّیْلَۃَ شَیْئٌ" [رات مجھ سے یہ کام سرزد ہو گیا]

اور کبھی کہتے ہیں:

"عَمِلْتُ اللَّیْلَۃَ عَمَلاً" [میں نے آج رات ایسا عمل کیا]۔

یہ طرزِ بیان بتا رہا ہے کہ ان کا یہ عمل اس وقت کے رائج اور معمول بہ عمل کے خلاف تھا۔ اس لیے یہ حجت اور دلیل نہیں بن سکتا۔

دلیل نمبر4:

و حَدَّثَنِی عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یُوسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیدَ أَنَّهُ قَالَ: أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِیمًا الدَّارِیَّ أَنْ یَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً.

(موطا امام مالک: ص98)

ترجمہ: سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔

جواب نمبر1:

یہاں چند امور قابل غور ہیں۔

امر اول: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی تراویح کے ناقل یہ راوی ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	السائب بن یزید	تفصیل آگے	----
2	یزید بن رومان	23[مع الوتر]	موطا امام مالک
3	عبد العزیز بن رفیع	20	مصنف ابن ابی شیبہ
4	ابی بن کعب	20	مسند احمد بن منیع

5	یحیی بن سعید	20	مصنف ابن ابی شیبہ
6	محمد بن کعب القرظی	20	قیام اللیل للمروزی
7	حسن بصری	20	سنن ابی داؤد

ان میں سے چھ رواۃ تو بیس رکعت تراویح ہی روایت کرتے ہیں، رہے سائب بن یزید تو ان کی روایت کی تفصیل درج ذیل ہے:

سائب بن یزید کے تین شاگرد ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	یزید بن خصیفہ	20	السنن الکبریٰ
2	حارث بن عبد الرحمن ابی ذُباب	23[مع الوتر]	مصنف عبد الرزاق
3	محمد بن یوسف	تفصیل آگے	---

ان میں سے دو رواۃ؛ یزید بن خصیفہ اور حارث بن عبد الرحمن ابی ذُباب تو بیس رکعت تراویح ہی روایت کرتے ہیں، رہے محمد بن یوسف تو ان کی روایت کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	امام مالک	11	موطا امام مالک
2	یحیی بن سعید القطان	11	مصنف ابن ابی شیبہ
3	عبد العزیز بن محمد الدَّرَاوَرْدِی	11	سعید بن ابی منصور
4	محمد بن اسحاق	13	قیام اللیل للمروزی
5	داؤد بن قیس	21	مصنف عبد الرزاق

محمد بن یوسف کے ان پانچ شاگردوں میں سے.....

☼ تین رواۃ؛ امام مالک، یحیی بن سعید القطان اور عبد العزیز بن محمد الدَّرَاوَرْدِی گیارہ رکعات نقل کرتے ہیں۔ اگر ان رکعات میں تین وتر ہوں تو تراویح 8 رکعات بنتی ہیں، اگر ایک وتر ہو تو تراویح 10 رکعات بنتی ہے۔

☼ محمد بن اسحاق؛ تیرہ رکعات نقل کرتے ہیں۔ اگر ان میں تین وتر ہوں تو تراویح 10 رکعات بنتی ہیں، اگر ایک وتر ہو تو تراویح 12 رکعات بنتی ہے۔

☼ داؤد بن قیس اکیس رکعات نقل کرتے ہیں۔ اگر ان میں تین وتر ہوں تو تراویح 18 رکعات بنتی ہیں، اگر ایک وتر ہو تو تراویح 20 رکعات بنتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن یوسف کی یہ روایت شدید مضطرب ہے اور اضطراب فی المتن وجہ ضعف ہوتا ہے:

وَالْاِضْطِرَابُ یُوْجِبُ ضُعْفَ الْحَدِیْثِ.

(تقریب النووی مع شرح التدریب: ص133 النوع التاسع عشر: المضطرب)

ترجمہ: اضطراب روایت کو ضعیف بنادیتا ہے۔

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب نمبر2:

امام مالک رحمہ اللہ کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ وہ بیس کے قائل ہیں۔

علامہ ابو الولید محمد بن احمد بن محمد المعروف ابن رشد القرطبی المالکی (ت595ھ) لکھتے ہیں:

وَاخْتَارَ مَالِكٌ فِيْ اَحَدِ قَوْلَيْهِ.....اَلْقِيَامَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(بدایۃ المجتہد:ج1ص214)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے ایک قول میں بیس رکعت تراویح کو اختیار فرمایا ہے۔

اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے:

عَمَلُ الرَّاوِيْ بِخِلَافِ رِوَايَتِهٖ بَعْدَ الرِّوَايَةِ مِمَّا هُوَ خِلَافٌ بِيَقِيْنٍ يَسْقُطُ الْعَمَلُ بِهٖ عِنْدَنَا.

(المنار مع شرحہ ص190)

کہ راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا اس روایت سے عمل کو ساقط کر دیتا ہے۔

لہذا یہ روایت ساقط العمل ہے۔

جواب نمبر3:

اس روایت کے مرکزی راوی سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ ان سے بسند صحیح مروی ہے:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی:ج2ص305 کتاب الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ:

چونکہ یہ روایت تمام رواۃ کی مرویات کے خلاف تھی اس لیے علماء نے اس کے بارے میں دو موقف اختیار کیے ہیں۔

(۱) ترجیح (۲) تطبیق

ہر ایک کے متعلق محققین کی آراء پیش کی جاتی ہیں:

ترجیح:

اس روایت (گیارہ رکعت) کو راوی کا وہم قرار دے کر مرجوح قرار دیا گیا ہے۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المالکی (ت1122ھ)؛ امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر القرطبی المالکی (ت463ھ) کے حوالے سے فرماتے ہیں:

اَنَّ الْاَغْلَبَ عِنْدِيْ اَنَّ قَوْلَهٗ اِحْدٰى عَشَرَةَ وَهْمٌ.

(الزرقانی شرح موطا:ج1ص215)

ترجمہ: میرے نزدیک غالب (راجح) یہی ہے کہ راوی کا قول "اِحْدٰى عَشَرَةَ" [گیارہ رکعت] وہم ہے۔

تطبیق:

بعض حضرات نے یوں تطبیق دی ہے۔ مثلاً:

(1): امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی (ت 458ھ) فرماتے ہیں:

وَيُمْكِنُ الْجَمْعُ بَيْنَ الرِّوَايَتَيْنِ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا يَقُومُونَ بِإِحْدَى عَشْرَةَ، ثُمَّ كَانُوا يَقُومُونَ بِعِشْرِينَ وَيُوتِرُونَ بِثَلاَثٍ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ)

ترجمہ: ان دونوں روایتوں (11 اور 23) میں تطبیق یوں ممکن ہے کہ وہ لوگ پہلے گیارہ رکعت پڑھتے رہے ہوں، پھر بیس رکعت اور تین وتر پڑھتے رہے ہوں۔

(2): حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی (ت 855ھ) فرماتے ہیں:

لَعَلَّ هٰذَا كَانَ مِنْ فِعْلِ عُمَرَ اَوَّلًا ثُمَّ نَقَلَهُمْ اِلٰى ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ.

(عمدۃ القاری: ج8 ص246)

ترجمہ: ممکن ہے یہ (گیارہ رکعت) حضرت عمر کا پہلے کا عمل ہو جو تئیس رکعات (بیس تراویح اور تین وتر) تک جا پہنچا ہو۔

(3): ملا علی بن سلطان محمد القاری الحنفی (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بِاَنَّهٗ وَقَعَ اَوَّلًا (اَيْ اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً فِيْ زَمَانِ عُمَرَ) ثُمَّ اسْتَقَرَّ الْاَمْرُ عَلَى الْعِشْرِيْنَ فَاِنَّهُ الْمُتَوَارِثُ.

(مرقاۃ المفاتیح: ج3 ص345)

ترجمہ: ان دونوں میں تطبیق یوں بھی دی جا سکتی ہے کہ یہ پہلے کا عمل ہو، پھر بیس رکعت پر معاملہ ٹھہر گیا ہو اور یہی عمل امت میں متواتر و متوارث چلا ہے۔

(4): علامہ ظہیر احسن شوق نیموی حنفی (ت 1322ھ) نے امام بیہقی کی تطبیق کو ذکر کر کے اس پر اعتماد کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

وَجَمَعَ الْبَيْهَقِيُّ بَيْنَهُمَا كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ بِاِحْدٰى عَشَرَةَ ثُمَّ قَامُوْا بِعِشْرِيْنَ وَاَوْتَرُوْا بِثَلَاثٍ. وَقَدْ عَدُّوْا مَا وَقَعَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَالْاِجْمَاعِ.

(حاشیۃ آثار السنن: ص221)

ترجمہ: امام بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مروی ان دو روایتوں میں تطبیق یوں دی کہ (ممکن ہے) پہلے وہ لوگ گیارہ پڑھتے ہوں، پھر بیس رکعت اور تین وتر پڑھتے رہے ہوں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیس رکعت پر کاربند رہنے کو یہ حضرات (یعنی فقہاء و محدثین) اجماع کی طرح ہی شمار کرتے ہیں۔

کیا احناف رحمہم اللہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہیں؟

درج ذیل اکابرین علمائے احناف کی عبارات کو بنیاد بنا کر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ حضرات آٹھ رکعت تراویح کے قائل ہیں۔

[1]: امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ (ت 189ھ)

[2]: امام جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن محمد الزیلعی الحنفی رحمہ اللہ (ت 762ھ)

[3]: حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ)

[4]: علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید سکندری الحنفی المعروف ابن الہام رحمہ اللہ (ت 861ھ)

[5]: علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف ابن نجیم الحنفی رحمہ اللہ (ت 970ھ)

[6]: ملا علی بن سلطان محمد القاری الہروی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ)

[7]: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت 1297ھ)

[8]: مولانا ابو الحسنات عبد الحیٔ لکھنوی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1304ھ)

[9]: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ (ت 1402ھ)

ذیل میں ہم ان اکابرین کی عبارات کو پیش کرکے ان کا صحیح مفہوم بیان کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر 1:

امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ اپنی کتاب "مؤطا امام محمد" میں روایت لائے ہیں:

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ قَالَتْ: «مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلا غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً..... قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهَذَا كُلِّهِ نَأْخُذُ.

(مؤطا امام محمد: ص 132 باب قیام شہر رمضان)

ترجمہ: ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کیسی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رمضان اور غیر رمضان میں آپ گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے..... امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارا بھی ان سب حدیثوں پر عمل ہے اور ہم ان سب کو لیتے ہیں۔

جواب:

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو دو ابواب میں لائے ہیں:

1: باب صلاۃ اللیل (ص 109)

2: باب قیام شہر رمضان (ص 132)

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعلق نمازِ تہجد کے ساتھ ہے جیسا کہ ہم نے اس پر تفصیلی گفتگو پہلے کی ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو دونوں ابواب میں ذکر کیا اور یہ ثابت کیا کہ جس طرح تہجد غیر رمضان میں پڑھے جاتے ہیں اسی طرح رمضان میں بھی

پڑھے جاتے ہیں۔ حدیث مبارک کے الفاظ "مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلا غَيْرِهِ" اس پر تصریح ہیں۔

اعتراض نمبر2:

امام جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن محمد الزیلعی الحنفی رحمہ اللہ (ت 762ھ) نے "نصب الرایہ" میں اس حدیث کو نقل کیا ہے:

وَعِنْدَ ابْنِ حِبَّانَ فِي "صَحِيحِهِ" عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ عليه السلام قَامَ بِهِمْ فِي رَمَضَانَ، فَصَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، وَأَوْتَرَ.

(نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ)

ترجمہ: ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے۔

جواب:

[1]: علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ حنفی عالم ہیں۔ اس لیے ان کا موقف وہی 20 رکعت تراویح ہی ہے جو احناف کا موقف ہے۔ علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے کہیں بھی تصریح نہیں کی کہ ان کا موقف آٹھ رکعت تراویح کا ہے۔

[2]: ایک محقق محدث وفقیہ جب کسی مسئلہ پر گفتگو کرتا ہے تو مختلف روایات لاتا ہے۔ تخریج احادیث ہدایہ میں بھی علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے جہاں حدیث جابر نقل کی ہے وہاں بیس رکعت کی روایات بھی نقل کی ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

☼ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً، سِوَى الْوِتْرِ.

(نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ: ج2 ص50 فَصْلٌ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ)

☼ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرِ، انْتَهَى. قَالَ النَّوَوِيُّ فِي "الْخُلَاصَةِ": إسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ: ج2 ص51 فَصْلٌ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ)

☼ حَدِيثٌ آخَرُ: رَوَاهُ مَالِكٌ فِي "الْمُوَطَّأِ" عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً، انْتَهَى.

(نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ: ج2 ص51 فَصْلٌ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ)

تو آٹھ رکعت والی روایت کو پیش کرنا ان کا مذہب آٹھ رکعت ہونے کی دلیل نہیں۔

[3]: علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے جو حدیث جابر رضی اللہ عنہ ذکر کی ہے ہم نے اس کا جواب ماقبل میں دے دیا ہے۔

اعتراض نمبر3:

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) لکھتے ہیں:

فَإِن قلت: لم يبين فِي الرِّوَايَات الْمَذْكُورَة عدد هَذِه الصَّلَاة الَّتِي صلاهَا رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وسلم فِي تِلْكَ اللَّيَالِي؟ قلت: روى ابْن خُزَيْمَة وَابْن حبَان من حَدِيث جَابر، رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ، قَالَ: (صلى بِنَا رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ

وَسلم فِي رَمَضَان ثَمَان رَكَعَات ثمَّ أوتر.

(عمدة القاری: ج5 ص457 باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل)

ترجمہ: اگر آپ یہ سوال کریں کہ جو نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (تین) راتوں میں پڑھائی تھی اس میں تعداد کا ذکر نہیں، تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مضان میں وتر کے علاوہ آٹھ رکعتیں پڑھائی تھیں۔

جواب:

[1]: حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) بیس رکعات کے قائل ہیں۔

أَن عَددهَا عشرُون رَكْعَة.

(عمدة القاری: ج5 ص458 باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل)

ترجمہ: بلاشبہ تراویح بیس رکعات ہیں۔

[2]: حافظ عینی رحمہ اللہ نے جو حدیث جابر رضی اللہ عنہ نقل کی ہے وہ اس لیے نہیں کہ آپ کا مذہب آٹھ رکعات کا ہے بلکہ محقق محدث کا طرز عمل یہی ہے کہ وہ کسی بحث میں اس موضوع سے متعلق تمام روایات کو پیشِ نظر رکھ کر ہی گفتگو کرتا ہے۔ اس لیے اس روایت کا مضمون آپ کا مذہب نہیں ہے۔

[3]: حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جوابات ہم ما قبل میں دے آئے ہیں۔

[4]: حافظ عینی رحمہ اللہ نے بیس رکعات تراویح کو احناف کا مذہب بتایا ہے اور اس پر روایات بھی نقل کی ہیں۔ ملاحظہ ہو:

☼ عشرُون، وَحَكَاهُ التِّرْمِذِيّ عَن أَكثر أهل الْعلم، فَإِنَّهُ روى عَن عمر وَعلي وَغَيرهمَا من الصَّحَابَة، وَهُوَ قَول أَصْحَابنَا الْحَنَفِيَّة.

(عمدة القاری: ج8 ص245 باب فضل من قام رمضان)

☼ وَاحتج أَصْحَابنَا وَالشَّافِعِيَّة والحنابلة بِمَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيّ بِإِسْنَاد صَحِيح ".

(عمدة القاری: ج5 ص458 باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل)

☼ عَن السَّائِب بن يزِيد الصَّحَابِيّ قَالَ كَانُوا يقومُونَ على عهد عمر رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ بِعشْرين رَكْعَة وعَلى عهد عُثْمَان وَعلي رَضِي الله تَعَالَى عَنْهُمَا مثله.

(عمدة القاری: ج5 ص458 باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل)

☼ قَالَ فِي الْمُوَطَّأ عَن يزِيد بن رُومَان قَالَ كَانَ النَّاس فِي زمن عمر يقومُونَ فِي رَمَضَان بِثَلَاث وَعشْرين رَكْعَة.

(عمدة القاری: ج5 ص458 باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل)

☼ عَن عَليّ أَنه أَمر رجلا أَن يُصَلِّي بهم فِي رَمَضَان بِعشْرين رَكْعَة.

(عمدة القاری: ج5 ص458 باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل)

اعتراض نمبر4:

علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید سکندری الحنفی المعروف ابن الہمام رحمہ اللہ (ت 861ھ) لکھتے ہیں:

فَتَحَصَّلَ مِنْ هَذَا كُلِّهِ أَنَّ قِيَامَ رَمَضَانَ سُنَّةٌ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ.

(فتح القدیر شرح الہدایۃ: ج1 ص485 فصل فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: ان تمام (دلائل) کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان کا قیام وتر سمیت گیارہ رکعات سنت ہے۔

جواب:

[1]: علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ بیس رکعات کے قائل ہیں:

وَلَا شَكَّ فِي تَحَقُّقِ الْأَمْنِ مِنْ ذَلِكَ بِوَفَاتِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَيَكُونُ سُنَّةً، وَكَوْنُهَا عِشْرِينَ سُنَّةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ.

(فتح القدیر شرح الہدایۃ: ج1 ص485 فصل فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی وجہ سے تراویح کی فرضیت کا نہ ہونا ظاہر ہے۔ لہذا تراویح سنت ہے اور اس کا بیس رکاعت ہونا خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت سے ثابت ہے۔

علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف ابن نجیم الحنفی رحمہ اللہ (ت970ھ) لکھتے ہیں:

ذَكَرَ الْمُحَقِّقُ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ مَا حَاصِلُهُ أَنَّ الدَّلِيلَ يَقْتَضِي أَنْ تَكُونَ السُّنَّةُ مِنْ الْعِشْرِينَ.

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق: ج2 ص117 باب الوتر والنوافل)

ترجمہ: فتح القدیر میں محقق ابن الہمام رحمہ اللہ نے جو تفصیل بیان کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعات ہی ہیں۔

[2]: علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ کا موقف 20 رکعت تراویح کا ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ رحمہ اللہ آٹھ رکعات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطورِ سنت اور بارہ رکعات کو خلفائے راشدین سے بطورِ مستحب مان کر مجموعی طور پر 20 رکعت کے قائل ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

فَتَكُونُ الْعِشْرُونَ مُسْتَحَبًّا وَذَلِكَ الْقَدْرُ مِنْهَا هُوَ السُّنَّةُ.

(فتح القدیر شرح الہدایۃ: ج1 ص486 فصل فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: بیس رکعات مستحب ہے اور اتنی مقدار (آٹھ رکعات) اس میں سے سنت ہے۔

لیکن یہ تقسیم ان کا تفرد ہے اور آپ کا تفرد قبول نہیں ہوتا۔

چنانچہ امام ابن ہمام رحمہ اللہ کے عظیم شاگرد علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لاعبرة بأبحاث شيخنا يعنى ابن الهمام التى خالفت المنقول يعنى فى المذهب.

(رد المحتار للشامی: ج1 ص225)

ترجمہ: ہمارے شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کی وہ بحثیں جن میں منقول فی المذہب مسائل کی مخالفت ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

بیس رکعات تراویح کے مسئلہ میں آپ کی مذکورہ بالا توجیہ کو محققین حضرات نے تفرد قرار دیا ہے کہ یہ قول کسی نے بھی اختیار

نہیں کیا۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

(۱): مولانا ابو الحسنات عبد الحئ لکھنوی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1304ھ) لکھتے ہیں:

ان جمهور الاصوليين يُعَرِّفُون السنةَ بما واظب عليه الرسول فحسبُ فعلى هذا التعريف يكون السنة هو ذلك القدر المذكور وما زاد عليه يكون مستحباً وعليه مشى ابن الهمام فى فتح القدير و محققوهم يُعَرِّفُونها بما واظب عليه الرسول او خلفاءه واليه يشير عبارات الفقهاء فى مواضع شتى وهو المستفاد من حديث "عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين" اخرجه ابو داؤد وابن ماجة فان كلمة "عليكم" تدل على اللزوم و كذا عطف سنة الخلفاء على سنته ...... فعلى هذا التعريف يكون السنة المؤكدة هو عشرون ركعة لثبوت مواظبة الخلفاء الثلاثة عليها.

(حاشیہ الہدایۃ للکھنوی: ج1ص157)

(۲): امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (ت 1352ھ) لکھتے ہیں:

وقال ابن همام: إن ثمانية ركعات سنة مؤكدة وثنتي عشر ركعة مستحبة، وما قال بهذا أحد.

(العرف الشذی شرح سنن الترمذی: ج1ص166 باب ما جاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آٹھ رکعت سنت موکدہ اور بارہ رکعات مستحب ہیں، لیکن اس قول کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

فائدہ:

مسائل کی بنیاد تفردات پر نہیں بلکہ مفتیٰ بہا اقوال پر ہوتی ہے۔ ایسے تفردات غیر معتبر اور ناقابلِ عمل سمجھے جاتے ہیں۔ خود غیر مقلدین کو بھی اس کا اقرار ہے۔

1: غیر مقلد عالم مولانا ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

انہیں [ابن الہمام] فقہ حنفی میں اجتہادی مقام حاصل تھا.... کئی مسائل میں انھوں نے اپنے ہم فکر علماء سے اختلاف کیا ہے، لیکن ان کے اختلاف کو خود علمائے احناف نے بنظر استحسان نہیں دیکھا۔ چنانچہ انہی کے شاگرد قاسم قطلوبغا اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں.... کہ شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کے وہ مباحث جو مذہب کے مخالف ہیں ان پر عمل نہ کیا جائے..... لہذا فقہ حنفی کے خلاف ان کا جو بھی قول ہوگا وہ مقبول نہیں ہوگا چہ جائیکہ اسے حنفی مذہب ہی باور کر لیا جائے۔

(توضیح الکلام ج2ص881)

2: مولانا محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد ایک مسئلہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

علامہ ابن الہمام حنفی باوجود فقیہ ہونے کے اس سواد اعظم سے شذوذ فرماتے ہیں۔

(التحقیق الراسخ ص22)

اعتراض نمبر5:

علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف ابن نجیم الحنفی رحمہ اللہ (ت 970ھ) لکھتے ہیں:

وقد ثَبَتَ أَنَّ ذلك كان إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ.

(البحر الرائق: ج2ص117 باب الوتر والنوافل)

ترجمہ: ثابت ہوا کہ تراویح؛ وتر سمیت گیارہ رکعات ہیں۔

جواب:

[1]: علامہ ابن نجیم الحنفی رحمہ اللہ کا موقف بیس رکعات کے مسنون ہونے کا ہے۔

چنانچہ آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَقَوْلُهُ عِشْرُونَ رَكْعَةً بَيَانٌ لِكَمِّيَّتِهَا وهو قَوْلُ الْجُمْهُورِ لِمَا في الموطأ عن يَزِيدَ بن رُومَانَ قال كان الناس يَقُومُونَ في زَمَنِ عُمَرَ بن الْخَطَّابِ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً وَعَلَيْهِ عَمِلَ الناس شَرْقًا وَغَرْبًا.

(البحر الرائق: ج2ص117 باب الوتر والنوافل)

ترجمہ: مصنف کا قول ہے کہ تراویح بیس رکعات ہے یہ نماز تراویح کے عدد کا بیان ہے کہ وہ بیس رکعات ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اس لئے کہ مؤطا امام مالک رحمہ اللہ میں یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ 23 رکعات پڑھتے تھے (بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر) مشرق اور مغرب میں لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔

[2]: یہ عبارت علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہے بلکہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عبارت علامہ ابن الہمام حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے۔ معترض نے ان کی طرف غلط منسوب کی ہے۔ ذیل میں ہم مکمل عبارت نقل کرتے ہیں جس سے بات واضح ہو جائے گی:

لَكِنْ ذَكَرَ الْمُحَقِّقُ في فَتْحِ الْقَدِيرِ ما حَاصِلُهُ أَنَّ الدَّلِيلَ يَقْتَضِي أَنْ تَكُونَ السُّنَّةُ من الْعِشْرِينَ ما فَعَلَهُ منها ثُمَّ تَرَكَهُ خَشْيَةَ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْنَا وَالْبَاقِي مُسْتَحَبٌّ وقد ثَبَتَ أَنَّ ذلك كان إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ كما ثَبَتَ في الصَّحِيحَيْنِ من حديث عَائِشَةَ فَإِذَنْ يَكُونُ الْمَسْنُونُ على أُصُولِ مَشَايِخِنَا ثَمَانِيَةٌ منها وَالْمُسْتَحَبُّ اثْنَا عَشَرَ انْتَهَى.

(البحر الرائق: ج2ص117 باب الوتر والنوافل)

اور علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے 20 رکعات تراویح ہی کی بات کی ہے البتہ 20 رکعت تراویح کی حیثیت پر انفرادی رائے (آٹھ رکعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور 12 رکعت خلفائے راشدین سے ثابت ہونا) کا اظہار کیا ہے جس کا جواب ہم ما قبل میں ذکر کر آئے ہیں۔

اعتراض نمبر6:

ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) لکھتے ہیں:

فَتَحَصَّلَ مِنْ هَذَا كُلِّهِ أَنَّ قِيَامَ رَمَضَانَ سُنَّةٌ إِحْدَى عَشْرَةَ بِالْوِتْرِ.

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح: ج2ص175 باب قیام شہر رمضان)

ترجمہ: ان تمام (دلائل) کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان کا قیام وتر سمیت گیارہ رکعات سنت ہے۔

جواب:

[1]: ملا علی قاری رحمہ اللہ کا موقف بیس رکعات تراویح کا ہے۔

☆ اَجۡمَعَ الصَّحَابَةُ عَلٰى اَنَّ التَّرَاوِيۡحَ عِشۡرُوۡنَ رَكۡعَةً.

(مرقاۃ المفاتیح: ج3 ص346)

ترجمہ: تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیس رکعت تراویح ہونے پر اجماع کیا ہے۔

☆ فَصَارَ اِجۡمَاعاً لِمَا رَوَى الۡبَيۡهَقِيُّ بِاِسۡنَادٍ صَحِيۡحٍ اَنَّهُمۡ كَانُوۡا يُقِيۡمُوۡنَ عَلٰى عَهۡدِ عُمَرَ بِعِشۡرِيۡنَ رَكۡعَةً وَعَلٰى عَهۡدِ عُثۡمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ.

(شرح النُّقایۃ: ج1 ص342)

ترجمہ: پس (بیس رکعت) پر اجماع ہو گیا کیونکہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے، ایسے ہی خلافت عثمان اور خلافت علی رضی اللہ عنہما میں بھی۔

[2]: جس عبارت کو معترض نے ملا علی القاری رحمہ اللہ کی عبارت کہا ہے وہ دراصل علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ کی عبارت ہے۔ چنانچہ ملا علی القاری رحمہ اللہ نے خود تصریح کی ہے:

وَقَالَ ابۡنُ الۡهُمَامِ: قَدَّمۡنَا فِيۡ بَابِ النَّوَافِلِ ..... فَتَحَصَّلَ مِنۡ هٰذَا كُلِّهٖ أَنَّ قِيَامَ رَمَضَانَ سُنَّةٌ إِحۡدٰى عَشۡرَةَ بِالۡوِتۡرِ.

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح: ج2 ص175 باب قیام شہر رمضان)

[3]: علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ کی عبارت کا جواب ہم گزشتہ صفحات میں دے آئے ہیں۔

اعتراض نمبر 7:

عبد الرحمٰن عزیز غیر مقلد لکھتے ہیں:

"بانی دار العلوم دیوبند محمد قاسم نانوتوی نے لکھا ہے: جیسا کہ آج کل 20 رکعات تراویح کو سنت بتایا جا رہا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ان کے حکم کے بموجب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر عمل رہا جیسا کہ بخاری شریف میں موجود ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے خوب واقف تھیں۔"

(صحیح نماز نبوی از عبد الرحمٰن عزیز غیر مقلد: ص350)

جواب:

مولانا محمد نانوتوی رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح ہی کے قائل ہیں۔ آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"باقی رہی تراویح، اس میں آج کے ملانوں نے تخفیف نکالدی ہے یعنی بیس کی آٹھ کر دی ہیں۔ تو ہر ایک کو بوجہ آسانی یہ بات پسند آتی ہے پر یہ بات کوئی نہیں سمجھتا کہ آٹھ رکعتیں جو حدیث میں آئی ہیں تو وہ تہجد کی رکعتیں ہیں، تہجد اور چیز ہے اور تراویح اور چیز۔ تراویح کی بیس ہی رکعتیں ہیں۔"

(تصفیۃ العقائد: ص4)

اعتراض نمبر 8:

مولانا ابو الحسنات عبد الحئ لکھنوی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1304ھ) لکھتے ہیں:

واخرج ابن حبان فی صحیحہ من حدیث جابر انہ صلی بھم ثمان رکعات ثم اوتر و ھذا اصح.

(التعلیق الممجد شرح موطا امام محمد: ص)

ترجمہ: ابن حبان نے اپنی صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہ کو علاوہ وتر آٹھ رکعت پڑھائیں۔ یہ حدیث بہت صحیح ہے۔

جواب:

[1]: مولانا عبد الحئ لکھنوی الحنفی رحمہ اللہ کا اپنا عمل بیس رکعات تراویح کا ہے۔ چنانچہ چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

☼ ثبت اہتمام الصحابۃ علی عشرین فی عہد عمر و عثمان و علی فمن بعدھم اخرجہ مالك و ابن سعد البیہقی و غیرھم و ما واظب علیہ الخلفاء فعلا او تشریفا ایضا سنۃ لحدیث علیکم بسنتی و سنت الخلفاء الراشدین اخرجہ ابو داود و غیرہ.

(عمدۃ الرعایۃ: ج1 ص175)

ترجمہ: عہد عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اور اس کے بعد بھی صحابہ کرام کا بیس رکعت پر اہتمام ثابت ہے، اسے امام مالک، ابن سعد اور بیہقی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اور جس پر خلفاء راشدین نے فعلا یا قولا مواظبت کی ہو وہ بھی سنت ہے کیونکہ ابو داود وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔

☼ ان مجموع عشرین رکعۃ فی التراویح سنۃ موکدۃ لانہ مما واظب علیہ الخلفاء وان لم یواظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد سبق ان سنۃ الخلفاء ایضاً لازم الاتباع وتارکھا آثم و ان کان اثمہ دون اثم تارك السنۃ النبویۃ فمن اکتفی علی ثمان رکعات یکون مسیئاً لترکہ سنۃ الخلفاء وان شئت ترتیبہ علی سبیل القیاس فقل عشرون رکعۃ فی التراویح مما واظب علیہ الخلفاء الراشدون وکل ما واظب علیہ الخلفاء سنۃ موکدۃ ثم تضمہ مع ان کل سنۃ موکدۃ یاثم تارکھا فینتج عشرون رکعۃ یاثم تارکھا و مقدمات ھذا القیاس قد اثبتنا ھا فی الاصول السابقہ۔

(تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ سید الابرار للکھنوی: ص209)

ترجمہ: تراویح میں بیس رکعات سنت مؤکدہ ہیں اس لئے کہ اس پر خلفائے راشدین نے مداومت کی ہے اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مداومت نہیں کی اور پہلے بتایا جاچکا ہے کہ خلفاء راشدین کی سنت بھی واجب الاتباع ہے اور اس کا چھوڑنے والا گنہگار ہے اگرچہ اس کا گناہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ترک کرنے والے سے کم ہے لہٰذا جو شخص آٹھ رکعات پر اکتفاء کرے وہ برا کام کرنے والا ہے کیونکہ اس نے خلفاراشدین کی سنت ترک کردی اگر تم قیاس کے طریقے پر اس کی ترتیب سمجھنا چاہو تو یوں کہو بیس رکعات تراویح پر خلفاء راشدین نے مواظبت کی اور جس پر خلفاء راشدین نے مواظبت کی ہو وہ سنت مؤکدہ ہے لہٰذا بیس رکعات تراویح بھی سنت مؤکدہ ہے پھر اس کے ساتھ یہ بھی ملاؤ کہ سنت مؤکدہ کا تارک گنہگار ہوتا ہے لہٰذا بیس رکعات کا تارک بھی گنہگار ہوگا۔ اس قیاس کے مقدمات ہم اصول سابقہ میں ثابت کرچکے ہیں۔

☼ فمودی ثمان رکعات یکون تارکا للسنۃ المؤ کدہ.

(حاشیہ ہدایہ ج1ص 131 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

یعنی صرف آٹھ رکعات تراویح ادا کرنے والا سنت مؤکدہ کا تارک) گناہ گار (ہے کیونکہ سنت مؤکدہ کو ترک کرنا گناہ ہے۔

[2]: رہا مولانا عبد الحئ لکھنوی رحمہ اللہ کا حدیث جابر کو ذکر کر کے اس کی تصحیح کرنا تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کا اپنا عمل آٹھ رکعات کا ہے۔ محقق عالم کی طرح آپ نے بھی موضوع سے متعلق روایات کو جمع کر دیا ہے۔

[3]: حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے آٹھ رکعات کا سنت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اس پر ہم تفصیل سے کلام کر چکے ہیں۔

اعتراض نمبر 9:

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ (ت 1402ھ) لکھتے ہیں:

لا شك فی ان تحدید التراویح فی عشرین رکعۃ لم ثبت مرفوعاً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بطریق صحیح علی اصول المحدثین وما ورد فیہ من روایۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما متکلم فیہا علی اصولہم.

(اوجز المسالک شرح موطا امام مالک: ج1ص 390)

ترجمہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ تراویح کو بیس رکعات میں محدود کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محدثین کے اصول کے مطابق کسی صحیح طریق سے ثابت نہیں، اور اس بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو روایت منقول ہے محدثین کے اصول پر اس پر کلام کیا گیا ہے۔

جواب:

[1]: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔ آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقد ثبت تحدید العشرین بآثار الصحابۃ الکثیرۃ.

(اوجز المسالک: ج2ص 391)

ترجمہ: کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے بیس (رکعات تراویح) ثابت ہے۔

[2]: معترض نے شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی عبارت مکمل نقل نہیں کی۔ مکمل عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے اس روایت کو ایک اور جہت سے ثابت مانا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لاشك فی أن تحدید التراویح فی عشرین رکعۃ لم یثبت مرفوعاً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بطریق صحیح علی أصول المحدثین وما ورد فیہ من روایۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما متکلم فیہا علی أصولہم لکن مع هذا لا یمکن الانکار عن ثبوتہ بفعل عمر وسکوتُ الصحابۃ علی ذلك واجماعُهم علی قبولہ بمنزلۃ النص علی ان لہ اصلا عندهم فمن نظر إلی تعامل الصحابۃ فی أمر الشریعۃ لا یَشُكُّ فی انهم اذا رأوا منکرا أکثروا الانکارَ علی ذلك وهذا تقویۃ معنی روایۃ ابن عباس رضی اللہ عنهما.

ترجمہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ تراویح کو بیس رکعات میں محدود کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محدثین کے اصول کے مطابق کسی صحیح طریق سے ثابت نہیں، اور اس بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو روایت منقول ہے محدثین کے اصول پر اس پر کلام کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود اس کا انکار کرنا ممکن نہیں کیونکہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے ثابت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ

عنہم کا بیس رکعات تراویح پر سکوت کرنا اور بیس رکعات پر اجماع کرنا اس بات میں نص (یعنی صراحت) ہے کہ ان کے ہاں اس (بیس رکعات کی تراویح) کی قوی دلیل موجود ہے۔ جو شخص شریعت کے معاملہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ملاحظہ کرے اسے اس بات کے سمجھنے میں ذرا بھی شک نہ ہو گا کہ اگر وہ اس عمل (بیں رکعت تراویح) کو شریعت سے ہٹ کر نیا کام سمجھتے تو سختی سے اس کی تردید کرتے (حالانکہ ایسی بات نہیں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انکار نہ کرنا حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مضبوطی کی دلیل ہے۔